رجسٹرڈ ڈی نمبر

الشمس

نمبر

جلدا

مقاصد و قواعد پرچہ ہذا

(۱) کتب علم کلام مذہب شیعہ پر جو بیجا حملے ہوئے ہین اُنکا مفصل جواب خصوصاً اُس اخبار کا جواب جو لکھنؤ سے محض شیعونکی مخالفت مین شائع ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کیلیے کتاب مستطاب استقصار پر حملہ کرے جو محال ہے۔

(۲) بعد فراغت اِسکے اُن مختصر رسائل کا جواب جو مخالفین کیطرف سے بغرض تشنیع مذہب حقہ شیعہ شائع ہوئے خصوصاً آیات بینات۔ ہدایات الرشید۔ منہاج السنہ ابن تیمیہ در زبان عربی

(۳) حجم اس رسالہ کا کم از کم ۲۰ صفحہ ہوگا مگر قوم کی توجہ سے عنقریب بڑھا دیا جائیگا۔

(۴) ۵ خریدار دینے پر صرف الشمس اور ۱۲ دینے پر اصلاح و الشمس دونون مفت بطور کمیشن ملین گے۔

(۵) قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک عہ ہے۔

(۶) مراسلات مین نمبر چٹ لکھنا ضرور ہے ورنہ تعمیل محال

(۷) سابق مقام چھوڑتے وقت فوراً دفتر کو مطلع کرنا ہوگا ورنہ عدم وصولی پرچہ کی شکایت معاف۔

(۸) درصورت عدم وصول پرچہ تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ تک پرچہ مفت ملیگا اِسکے بعد ۱۰ر کا ٹکٹ آنا چاہیے

(۹) جملہ مراسلات اڈیٹر کے نام ہو چاہئین۔

نوٹ۔ (۱) نامہ نگار اسکے صرف وہ علما ہو سکتے ہین جو خاص مذاق علم کلام مین تحریر کرین یا علمائے متقدمین کے سوانح عمریان مفصل یا مختصر تحریر فرمائین مگر جبتک پوری تحریر آئیگی شائع نہوگی۔ (۲)۔ چونکہ اس رسالہ مین خاص علم کلام سے بحث رہیگی لہذا کتابونکی خاص ضرورت ہے جو شخص اس ذریعہ سے مدد کریگا اُسکا بالخصوص شکریہ ادا کیا جائیگا۔

مرکز اشاعت دفتر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

الشمس

جلد ۱ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ | نمبر ۹

ضروری عرض

جن ضرورتون سے الشمس کا طلوع دفتر اصلاح سے شروع ہوا آپ سے مخفی نہین کیونکہ نہ ہم مالدار تھے نہ ہمارے پاس کوئی عالیشان کتبخانہ تھا نہ اعوان تھے نہ انصار بلکہ خود دفتر اصلاح کا کاروبار ماشاء اللہ اس قدر بڑھ گیا ہی کہ مجھ ایک متنفس سے نہین سنبھل سکتا مگر محض حسبۃً للدین اس امر عظیم پر اقدام کیا گیا کتابونکا خریدنا۔ کتابون کا مطالعہ کرنا پھر مسودہ کرنا پھر کاپی کراکر چھپوانا اور تقسیم کرنا مجھ ایک متنفس سے متعلق ہے۔ اسپر خطوط کا جواب لکھنا فرمایش کی تعمیل کرنا یہ سب میرے فرایض سے ہین۔

ان سب پر عہ/ سالانہ مین بجائے ۱۶ صفحہ کے ۳۲ صفحہ دینا ہو اور ۱۳ رجب کو عہ/ کا نصف ار کردیا گیا اسپر اگر تاخیر ہوتی ہو یا غفلت سے ڈاکخانہ والون کے کوی پرچہ نہین پہنچتا تو ایسے جگر خراش کلمات لکھے جاتے ہین کہ دل پاش پاش ہو۔

یہ سب مصائب مین نے صرف اس لئے گوارا کئے کہ ہمارے مذہب حق پر جو بیجا حملے ہو رہے ہین اوس کا دفعیہ ہو کذب و افترا کی قلعی کھلے حق لوگون پر واضح ہو۔ اس پر اگر برادران ایمانی اس کو نہ دیکھین۔ اس کی اشاعت مین نہ کوشش کرین تو اس کی فریاد کہان کیجائے پہلا سال اس کا ختم ہو رہا ہے کل تین مہینے باقی ہین مگر ہم اپنے کرم فرما کے اون مضامین تک نہ پہنچے جنھین وہ الکملی مضامین اپنے فرماتے او۔ درحقیقت وہ وہی مضامین ہین جو بلاطوع ناجائز نفیحۃ الشیعہ سے لئے گئے ہین۔

لہذا میری تمنا یہ ہے کہ حجم رسالہ کا بجاے ۳۲ صفحہ کے ۴۸ صفحہ کردیا جائے کہ کم سے کم تحریف قرآن کا مسئلہ ان تین نمبرون مین طے ہو جائے جسکے لئے اگر دو سو اصحاب بھی عہ/ کا اضافہ چندہ مین منظور فرمائین یا سال آیندہ کا چندہ مع رقم اضافہ بذریعہ منی آرڈر مرحمت فرمائین تو کچھ مجھے سہولت مل سکتی ہے کیونکہ یہ رقم چندہ کسی طرح اخراجات کو کافی نہین ع

بکرم نما کار ہا دشوار نیست

دفع حیرت

اسلامی دنیا مین ایک تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ مرزا حیرت صاحب جو ابھی سال آیندہ میں پانچوین امام بن جاتے۔ واقعہ کربلا کے منکر ہین لہذا تمام سنی اخبارون مین ایک سوگ ماتم قایم ہے کہ جب ایسے مشہور عالم واقعہ کا انکار کردیا گیا تو پھر اور واقعہ کی واقعیت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے نہ رسول اللہ کا وجود ثابت کرسکتے ہین نہ اون کا مدعی رسالت ہونا نہ کوئی اسلامی واقعہ جس پر پیسہ اخبار - وطن - اہلحدیث وغیرہ وغیرہ سب کو غصہ آرہا ہے کہ اس سعادت و نیک بختی کا کیا علاج ہے کہ انکھہ والا اندھا کہہ رہا ہے کہ آفتاب نہین ایسے وقت مین پولیس کی ضرورت ہے ہمارے کرم فرما اس موقع پر لکھتے ہین وہ انشاءاللہ العزیز یہ ناچیز ایک دو جملہ سے شہادت کی حقیت مرزا صاحب کو سمجھا دیگا جو اونکو ماننا پڑے گا اور خدا نے چاہا تو بہت آسانی سے اون کے تمام شبہات رفع ہوجائینگے اور ذرہ بھر بھی طول نہ ہوگا" نمبر ۱۲ مورخہ ۲۳ شعبان

چونکہ الشمس کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اکثر حضرات اہل سنت و الجماعت خصوصا فرقہ احناف اور اہل حدیث اسکو ملاحظہ فرماتے ہین لہذا اون کے مزید اطمینان کے لئے یہ جملہ نقل کیا گیا - آپ تو خاطر جمع رہین ہمارے کرم فرما بہت جلد ایک دو جملہ سے شہادت کی حقیت مرزا صاحب کو سمجھا دین گے جو اونکو ماننا پڑیگا کیونکہ نہ ابھی مرزا صاحب کا جوش اوس حد تک پہونچا ہے جو وفات رسول اللہ سے انکار کرتے ہوے ...... کی حالت ہوی تھی کہ ہاتھہ مین ننگی تلوار تھی اور آنکھہ کے ڈورے لال لال ہورہے تھے منھہ مین کف بھرا ہوا تھا نہ مسلمانون کو ابھی وہ خوف و ہراس اور سراسیمگی پیدا ہوی جو اوس وقت کا خونی منظر دیکھکر صحابہ کا زہرہ آب ہورہا تھا جب وہ وقت آئے گا ہمارے کرم فرما بجائے محلہ سنگ سنگ محلہ سے آکر مرزا صاحب کا ہاتھہ پکڑ لینگے جس طرح اوسوقت آیہ انک میت و انہم میتون دم کیا گیا اوسیطرح ہمارے کرم فرما بھی آیہ وفدینا بذبح عظیم کی تلاوت کرین گے جسپر مرزا صاحب ڈھیلے پڑجائین گے اور کہین گے گویا ہم نے اس آیہ کو سنا ہی نہ تھا۔

اسلئے ہم تمام مسلمین کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ وہ باطمینان تمام مرزا صاحب کے جنازہ کو دیکھین اور دوسرے تماشائی پر نظر رہے تردد و انتشار کی ضرورت نہین۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

ضوء الشمس نمبر ۵

یہ تو ظاہر ہے کہ جب وہ فریق ہوتے ہین تو ایک دوسرے کو جہوٹا اور دغا باز تصور کرتا ہو اور ایک کو دوسرے پر کسی قسم کا اعتماد نہین ہوتا مگر ہم اپنے کرمفرما کے حد درجہ شکرگذار ہین جنہون نے اس قدر انصاف پسندی سے کام لیا ہو کہ دنیا کو معلوم ہو جائے "انصاف" کا لفظ کبہی پیدا ہی نہ ہوا تہا اور اگر کسی وقت مین پیدا ہوا تہا تو ستارہ دمدار کے نکلتے نکلتے "انصاف" نے دنیا سے منہ پہیر لیا۔

دیکہئے ہمارے لایق ایڈیٹر۔ الشمس نمبر ۵ و ۶ و، کا جواب ایک ہی دو ورقہ مین دیتے ہین کہئے ایسے صاحب کمال بہی کہین پیدا ہوے تہے! یہ بہی کیا مزاحیت کا سمجہا ہی جو آپ ایسا معجزہ دکہائین گے۔ بجائے قم باذن اللہ۔ انک میت و انہم میتون کی تلاوت کی غلطی!

چونکہ ایڈیٹر صاحب کا مطلب یہ ہی کہ اپنے عوام کو ازراہ نظر بندی دکہائین کہ ہم کس طرح روافض کا قلع قمع کر رہے ہین اس لئے جو چاہتے ہین لکہ جاتے ہین اور نہین سمجہتے کہ اس قسم کی فضول باتون سے کیا فائدہ ہو سکتا ہی۔ کیا آپ مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی سے بہی زیادہ لسان ہون گے۔

مکرمی۔ دنیا سمجہدار ہو چلی ہے۔ قیامت آنے والی ہی جو لکہوا یمان سے جو کہو ایمان سے حرمۃ مال المومن کدمہ مسلمانون کا ایک ایک پیسہ اون کے ایک ایک قطرہ خون کی عزت رکہتا ہی مال ناحق نہ لو۔ سخن فروشی نہ کرو اون کے راہ عاقبت مین خار ضلالت نہ بوؤ جنلوگون نے اونکو گمراہ کیا اون کو کیا ثمرہ ملا جو حضور کو کچہ ملے گا۔ اخبار کی اشاعت یون بہی ہو سکتی ہی اگر اچہے اچہے مضامین لکہے جائین تو ضرور آپ کے اخبار کی اشاعت بہی پیسہ اخبار وطن کے برابر ہو سکتی ہے مگر قومی اور ملکی خدمت سے یہ عزت مل سکتی ہو نہ اس طریق سے جو آپ ناحق مسلمانون کو لڑوا رہے ہین اور ایک بات بہی فائدہ کی اون کو نہین بتلاتے۔

چونکہ گزشتہ نمبرون مین ہم ان مضامین کو تصریح لکہ چکے ہین لہذا دوبارہ لکہنے کی ضرورت نہ تہی مگر اپنے کرمفرما کے خیال سے بعض فقرات سے اون کے تعرض کیا جاتا ہی مناسب ہو کہ پچہلے نمبر خصوصا نمبر ۴ اور نمبر ۵ پر ضرور نظر رہے۔

قولہ دلی افسوس کے ساتہ ہم اس بات کو ظاہر کرتے ہین کہ الشمس کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے

رسالہ کو اہل علم کے التفات کے قابل نہین رکھا،،

اقول مگر ہم کو افسوس ہے کہ آپکو ناحق **اہل علم** ہونے کا دعوی ہی اور جب آپ ہی سے لوگ اہل علم کہے جائینگے تو خاطر جمع رہے دنیا مین کوی کتاب آپ کے قابل التفات نہ ہو گی

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمہ آفتاب را چہ گناہ

جب آپ کے قابل التفات **استقصاء الافحام** و عبقات الانوار نہین ہے تو الشمس کیا چیز ہے۔ کیون نہو کل الناس افقہ کے امتی ایسے ہی ہوتے ہیں۔

قولہ یقینا ضوء الشمس کے ایڈیٹر صاحب جانتے سمجھے کہ لفظ امام کا استعمال مولوی حامد حسین صاحب کے نام کے ساتھہ بیجا نہین اور شیعون کے محاورہ مین بھی صحیح و درست ہی مگر جواب دینا ان پر فرض تہا اس لئے مجبور ہوکر انہین ایسی باتین لکھنا پڑا۔۔

اقول الشمس ۵ مین سمجھا دیا گیا تہا کہ شیعون کے محاورہ مین امام کا لفظ بجز ائمہ اثنا عشر علیہم السلام اور کسیکے ساتھہ نہین مستعمل ہے۔ ایڈیٹر کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی ایک فقرہ الشمس ۵ مین ان کے نزدیک ایسا ضروری الجواب تہا کہ اپنے اخبار کا ۲ کالم صرف کیا حالانکہ یہ بھی نصیحت کرتے جاتے ہین دد وہ اس بات کا بھی نہین خیال کرتے کہ بے فایدہ وقت ضایع ہو رہا ہی ناحق کاغذ کا خون ہوتا ہی اور بےچارہ مسلمانون سے جو روپیہ وصول کیا گیا ہی وہ برباد جاتا ہے،، لہذا بہ امتثال حکم مین ہی اپنی مونچھ نیچے کر لیتا ہون اور اونکو اجازت دیتا ہون علمائے شیعہ ایدہم اللہ وابقاہم کے نسبت عموما اور حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب طاب ثراہ کے حق مین خصوصا لفظ امام آپ استعمال فرمائین مجھے عذر نہ ہوگا بلکہ اگر رسول اللہ کا بھی خطاب آپ دین گے تو مین آپ پر اعتراض نہ کرونگا فذرہم یرحاملون کیون ایڈیٹر صاحب اتنے ہی بات پر آپ غصہ تہم لیجئے اب مان جائیے اور میری خاطر سے اسکو قبول کر لیجئے کہ مولوی عبدالحی صاحب اور نواب صدیق حسن خان نے استقصاد و عبقات الانوار سے استدلال اور استناد کیا ہی کیونکہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے تو صاف صاف لکھ دیا ہے کما نقلہ المعاصر السید حامد حسین فی العبقات اڈیٹر صاحب بحث کو جلد طے کیجئے اگر اس پر بھی آپ نہ مانینگے تو لیجئے ایک آسان طریقہ فیصلہ کا مین بتا دیتا ہون۔ کہ اپنے کل

علما سے اس کا استفتا کیجئے اور اون کا مہری فتویٰ شائع کردیجئے تو فیصل ہو جائے

صورت استفتا صرف اس قدر رہنا چاہیے

کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ مولوی صدیق حسن خان صاحب ابجد العلوم مین فرماتے ہین علی ما نقل المعاصر السید حامد حسین فی کتابہ عبقات الانوار۔ اسکے نسبت ایڈیٹر الشمس مدعی ہین کہ نواب صاحب نے استقصا و عبقات سے استدلال اور استناد کیا ہو پس یہ دعوی صحیح ہے یا غلط۔ اور مولوی عبد الشکور صاحب کا یہ بیان ہو۔ جناب من استدلال و استناد اس کو نہین کہتے کہ کسی ضمنی باب مین کسی شخص کا حوالہ دیکر اپنے ہی علما کا کلام نقل کیا جائے۔ کتاب استقصا و عبقات مین دیکھکر اگر کوئی سنی اپنے کسی عالم کا قول نقل کرے تو کیا یہ کہا جائے گا کہ اسنے استقصا و عبقات سے استدلال و استناد کیا ہے،، علمائے دین فرمائین کہ یہ بیان انکا صحیح ہے یا غلط۔ بینوا توجروا۔

ایڈیٹر صاحب زیادہ طول دینا فضول ہو خود آپ نصیحت کررہے ہین دو بیچارہ مسلمانون سے جو روپیہ وصول کیا گیا ہی برباد ہوتا ہی،، لہذا صرف جناب مولوی عین القضاۃ صاحب فرنگی محلی اور ایک عالم دہلی کا فتوے مہری شائع کردیجئے۔ تاکہ فیصلہ ہو جائے پھر ہمکو یا آپکو اس مین لکھنے کی ضرورت نہ ہو

معلوم نہین اس کا کون منکر ہے کہ استقصا و عبقات مین مولوی حیدر علی صاحب کے کلام سے استناد نہین کیا گیا ہی جو آپکو صفحات ۲، و ۳، کا حوالہ دینا پڑا بیشک استناد کیا ہو اور ایسا استناد کہ مولوی حیدر علی صاحب کا کلام خود اون کے کلام سے باطل کیا گیا اور شاہ عبد العزیز کا کلام خود اون کے کلام سے۔

یہ تو معلوم ہو کہ شیعون کے تمامی کتب کلامیہ کا عموماً اور استقصار الافحام اور عبقات الانوار کا خصوصاً استدلال استناد۔ احتجاج کتب اہل سنت سے ہو نہ کسی اور کتاب سے پھر ورنہ کیا فرمارہے ہین۔

ایڈیٹر صاحب آپکی حیا داری کے قربان جو آپ فرماتے ہین وہ اگر نواب صدیق حسن صاحب مرحوم نے کہین بوجہ نہ ملنے کتاب کے اپنے ہی عالم کا قول بواسطہ عبقات نقل کر لیا تو یہ استدلال بالعبقات نہین کہا جا سکتا۔،، خدا کے واسطے اس قول کی تصدیق مین صرف جناب مولوی

قضاۃ صاحبکا بہی فتوے شائع کردیجئے تو ہم نہایت درجہ شکرگذار ہون گے۔ کیونکہ اگر قول مخالف بغرض رد ہم نقل کرین تو وہ بھی استدلال و استناد نہین۔ اور اگر بوجہ نہ ملنے سکے اپنی ہی عالم کی عبارت ہم دشمن کی کتاب سے نقل کرین تو وہ بھی استدلال و استناد نہین۔ اب لفظ استدلال و استناد بھی مثل لفظ مولا ایسا معمی ہوگیا کہ کسی کی سمجھ مین نہین آسکتا۔ ہم مانتا ہون کہ مولوی عبدالحی صاحب نے ازالۃ الخفا کی عبارت منقولہ مین تحفۃ الابرار مین اسکی تصریح نہین کی ہے کہ وہ استقصا سے لے رہے ہین۔ مگر ایڈیٹر صاحب بینی و بین اللہ قسم کہاکر فرمائے کہ مین نے جو حوالہ دیا ہے صحیح ہے یا نہین اور آپ دیدہ و دانستہ اوس کو چھپاتے ہین یا نہین۔ ایڈیٹر صاحب بقول آپ کے عبقات الانوار درحقیقت اہل سنۃ کے لئے مفید ذخیرہ ہے تو پھر اوسکی قدر کیون نہین کرتے جو بار بار فرماتے ہین یہ ناقابل التفات کتاب ہے اور کہین اوسکو مجموعہ مناقضات بناتے ہین۔ افسوس کہ کبھی آپ لوگون کو صراط مستقیم نہ ملی۔ الشمس ۵ کے متعلق ایڈیٹر صاحب کی تحریر ختم ہوئی اور اب وہ اس کے مجاز نہین ہین کہ اس مادہ مین کچھہ لکھین جبتک جناب مولوی عین القضاۃ صاحب کا اور ایک عالم دہلی کا فتوے نہ شائع کرین۔ الشمس ۶ کو بھی بالکل ہضم کرگئے اور ڈکار بھی نہ لی حالانکہ اوس مین بہت سے اقوال ایڈیٹر صاحب کے متعلق شرافت نسبی وغیرہ کا جواب دیا گیا ہے مگر سب ہضم۔

ایڈیٹر صاحب بمفاد ما در باید رسانید مین زیادہ فضول تقریر مناسب نہین سمجھتا۔ ایک فہرست بحث کے مطالب کی پیش کیجاتی ہے اوسکا جواب اپنے اخبار نمبر ۴۳ + ۴۴ + ۴۵ سے دکہا دیجئے اور اگر نہ ہوسکے تو اقرار کرلیجئے کہ جواب نہ ہوسکا۔

فہرست حسب ذیل ہے

۱	استقصا مین صحاح ستہ کی جمع کرنا لکھی گئی ہے نہ اصلا۔	۳	ایڈیٹر صاحب کا بے دیکھے استقصا پر اعتراض کرنا۔
۲	استقصا مین اسکی تصریح ہے کہ علماء اہل سنت نے خود صحاح ستہ کی روایتونکی موضوعیت بیان کی ہے۔	۴	ایڈیٹر سے پوچھا گیا تہا کہ وہ اپنی محنت و تحقیق سے کئے ہون گے،، اس کے کیا مطلب ہین۔

۵ اڈیٹر سے پوچھا گیا اس حدیث کے قبل جتنی
حدیثون کی موضوعیت ثابت کیگئی اون کے
موضوعیت کا اقرار ہے یا انکار۔

۶ اڈیٹر صاحب کا معنی تقلید نہ سمجھنا۔

۷ جناب مولوی عبد الحی صاحب کی تحریر سے دکھایا
گیا کہ جس امر کو سیوطی وغیرہ نقل کرین تو اصل
قائل کے قول کی ضرورت نہین۔ پھر بخاری
وابن جوزی کی روایت کے اتحاد کو کیون
نہین مانتے۔

۸ مولوی صاحب کے قول سے یہ بھی ثابت کیا
گیا کہ جو شخص ان کے منقولات مین تمسک کرے
وہ قابل خطاب نہین اڈیٹر صاحب کو خاص
طور پر خیال کرنا چاہئے۔

۹ قول علامہ ابن حجر عسقلانی سے دکھایا گیا
کہ وہ بخاری کی چارون حدیثون کو ایک
کہہ رہے ہین حالانکہ سندون مین بہت کچھ فرق
ہے۔ پھر بخاری وابن جوزی کی روایت
کیون نہ ایک ہوگی۔

۱۰ اس کی شکایت کیگئی کہ آپ نے حجۃ الاسلام
مصنف استقصاء الافحام کی شان
مین کلمات نا مہذب استعمال کئے حالانکہ
آپکو تہذیب کا بڑا دعوی ہے۔ صفحہ ۱۶

۱۱ اڈیٹر صاحب نے اس کو ناقص سمجھا تھا کہ
استقصا و عبقات مین خود علماء اہل سنت
کی کہین مدح لکھی جاتی ہے کہین قدح۔ اسکے
جواب مین قول بحر العلوم لکھا گیا کہ خود صحیحین مین
اخبار متناقضہ موجود ہین اور خود مولوی
عبد الحی صاحب نے خطیب بغدادی و دار
قطنی امام ذہبی کی ایک جگہ مدح کی ہے
دوسری جگہ مذمت۔ صفحہ ۱۷ + ۱۹

۱۲ یہ بھی بتایا گیا کہ آپ کے علامہ عینی تو خود
اپنا مذہب مختار بھی صرف اس وجہ سے
کر دیتے ہین کہ دوسرے شارحین اوسکے
ناقل ہوتے ہین۔ صفحہ ۱۷

۱۳ ہمارا استدلال قدح ابن الجوزی سے اور اوسکے
حکم بالوضع سے دونو طرح درست ہے۔ صفحہ ۲۰

۱۴ اڈیٹر صاحب کی تحریف نقل قول اڈیٹر الشمس مین
از صفحہ ۲۱

۱۵ اڈیٹر صاحب سے اسکی فرمائش کیگئی کہ اب بھی
اس کا اعلان دیدیا جائے کہ شاہ عبد العزیز صاحب
نے جو ابن جوزی کے قول سے استدلال کیا
ہے وہ غلط ہے۔ صفحہ ۲۲

۱۶ ثابت کیا گیا کہ جن لوگون نے ابن جوزی کی
جرح کو نامعتبر کہا ہے بمقابلہ شیعہ۔ اونہین
لوگون نے اوس کے کلام سے استدلال
کیا ہے صفحہ ۲۳

۱۷ الشمس ۳۷ مین اون علما کے نام اور عبارت لکھی گئی ہو جنہون نے ابن جوزی کے کلام سے استدلال کیا مگر اڈیٹر صاحب نے اوس کا کوئی جواب نہ دیا۔ صفحہ ۴۲

۱۸ قول مولوی عبدالحی صاحب کہ احکام نبوی مین حکم رسول اللہ کی اطاعت ضروری نہیں ہے

۱۹ یہ بھی تماشا ہے کہ ابن جوزی ایک حدیث کو موضوع بھی کہتے ہین اور پھر علل متناہیہ مین لاتے ہین پھر کتب وعظ مین استدلال کرتے ہین۔

۲۰ مولوی عبدالحی صاحب کا مدح و قدح خطیب و دارقطنی و ذہبی سے اپنی اپنی غرض کے مطابق استدلال کرنا۔

۲۱ منکر کا امام مسلم کے نزدیک بمعنی موضوع آنا اور امام بخاری کا کہنا جس کو مین منکر کہون اوس سے پھر روایت کرنا حلال نہین

۲۲ امام سیوطی کا اپنی کتاب التعقبات کے آخر مین اس کی صراحت کرنا کہ ابن الجوزی نے بخاری کی حدیث کو موضوع کہا۔

یہ مختصر فہرست ہے اون مضامین کی جو الشمس مین ثابت کیا گیا۔ اڈیٹر صاحب اپنے اخبار نمبر ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ سے دکھائین کہ اونہون نے ان مطالب سے کس کس مطلب کا جواب دیا ہے جو نمبر ۴۳ مین جلی حرفون سے لکھتے ہین الشمس کا پانچوان۔ چھٹا۔ ساتوان نمبر، جس سے عوام کو معلوم ہو جائے کہ لایق اڈیٹر ان کل نمبرون کا جواب ایک ساتھ دیتے ہین۔ خدایا اب بھی مسلمانون کو انصاف پسندی اور غیرت کا مادہ عطا فرما۔ اللّٰھمّ آمین۔

ان مطالب سے دو تین مطلب کے متعلق اڈیٹر صاحب نے کچھ تحریر کیا ہے لہذا اوس کے متعلق مین بھی کچھ اختصار سے عرض کرتا ہون اوسکی حالت بھی مختصراً ملاحظہ فرمائیے۔

قولہ بھلا موضوعات ابن جوزی کی حدیث اور صحیح بخاری کی حدیث کا متغایر ہونا کوئی نظری امر نہ تھا۔ **اقول** اگر نظری نہ تھا تو بدیہی تھا پس جب بدیہیات مین آپ کے علما سے ایسی غلطیان ہوتی ہین کہ سیوطی۔ ابن جوزی کی حدیث کو اور صحیح بخاری کی حدیث کو ایک کہتے ہین تو ان کے حق مین کیا کہا جائے۔

کیون اڈیٹر صاحب اب مین اس کو بالاعلان کہون کہ علمائے اہل سنت کو

امور بدیہی کبھی نہین معلوم ہوتے آپ ناراض تو نہ ہون گے۔

ایڈیٹر صاحب پہلے حدیث کی تعریف سنئے فتح المغیث مین ہو الحدیث لغۃ ضد القدیم واصطلاحا ما ضیف الی النبی ﷺ قولا لہ او فعلا او تقریرا او صفۃ حتے الحرکات والسکنات فی الیقظۃ والمنام صفحہ ۴ پس جب حدیث نام ہوا قول وفعل وتقریر رسول اللہ ﷺ کا تو اب آپ ہی ایمانا فرمائین ابن جوزی اور بخاری والی روایتون مین قول رسول اللہ ایک ہو یا نہین کیونکہ قول انحضرت دونون جگہ ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ ہو۔

قولہ بخاری کی حدیث مین آیات قرآنی سے جھاڑ پھونک پر اجرت لینے کا ذکر ہو اور موضوعات ابن جوزی مین آیات قرآنی کی تعلیم پر اجرت لینے کا ذکر ہو ا قول اگر کچھ غیرت ہو گی تو علامہ عسقلانی کے اس قول سے آپ ضرور شرمائین گے ھذا طرف من حدیث وصلہ المصنف فی الطب واستدل بہ للجمہور فی جواز اخذ الاجرۃ علی تعلیم القرآن وخالف الحنفیہ فمنعوہ فی التعلیم واجازوہ فی الرقی کالدواء صفحہ ۵۔ ۱۴ جلد ۲

کیون ایڈیٹر صاحب اب آپکی غیرت کس بات کی متقاضی ہو کیونکہ عسقلانی صاحب کہتے ہین یہ ایک طرف ہو اوس حدیث سے جسکو بطریق موصول بیان کیا ہو کتاب الطب مین اور اس سے استدلال کیا ہو اسپر کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اس مین خلاف کیا ہو حنفیہ سے جو تعلیم مین منع کرتے ہین اور جھاڑ پھونک مین جائز جانتے ہین۔

کیون ایڈیٹر صاحب مین آپ کی تصدیق کرون دو بخاری کی حدیث مین آیات قرآنی سے جھاڑ پھونک پر اجرت لینے کا ذکر ہے،، یا علامہ عسقلانی کی تصدیق کرون جو فرماتے ہین اس سے استدلال کیا ہو تعلیم قرآن کی اخذ اجرت پر۔

قولہ علاوہ تغائر سند کے یہ تغائر متن کیسا صریح و صاف ہو کہ ایک بچہ بھی اس مین شک نہین کرسکتا ا قول افسوس آپ کے امام سیوطی ایسے نہ بچے ہین جنکو شک کیا اس کے خلاف کا یقین وا ثق ہو۔ ایڈیٹر صاحب! جب آپ کے محدثین نے آپ کے امام اعظم کو

محدث نہ مانا پھر آپ کس شمار مین ہین جو علم حدیث مین دخل دیتے ہین کچھ دنون دہلی جاکر پڑھئیے۔

کرم فرماے من صحیح بخاری ہاتھ مین لیجئے مین قسم دیتا ہون قسم کھائیے اس حدیث کو بخاری نے چار جگہ لکھا ہے - کھائیے قسم - چار باب مین - کھائیے قسم چار طرق سے کھائیے قسم ان سب پر علامہ عسقلانی فرماتے ہین وقد تقدم شرح ھذا الحدیث مستوفی فی کتاب الاجارۃ وبینت فیہ ان حدیث ابن عباس وحدیث ابی سعید فی قصۃ واحدۃ صفحہ ۱۴۱ کھائیے قسم یعنی پوری شرح اس حدیث کی کتاب الاجارہ مین لکھ چکا ہون اور یہ بیان کر چکا ہون کہ حدیث ابن عباس و ابو سعید قصہ واحدہ مین ہے۔

اڈیٹر صاحب اس کو بھی غور کیجئے قول رسول چار و حدیث مین مختلف ہے کیونکہ پہلی حدیث مین قول رسول یہ ہے فقال ما یدریك انہا رقیۃ ثم قال لقد اصبتم اقسموا واضربوا لی معکم سہما فضحك رسول اللہ اور دوسری حدیث مین حضرت کا ارشاد یہ ہے فقال وما کان یدریہ انہا رقیۃ اقسموا واضربوا بسہم اور تیسری حدیث مین یہ ہے فسالوہ فضحك وقال وما ادراك انہا رقیۃ خذوھا واضربوا لی بسہم اور چوتھی حدیث مین یہ ہے فقالوا یا رسول اللہ اخذ علی کتاب اللہ اجرا فقال رسول اللہ ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ

اس اختلاف پر بھی عسقلانی چار و حدیث کو ایک کہتے ہین اور یہ کہ بخاری نے اس سے استدلال کیا ہے اخذ اجرت پر تعلیم قرآن کے -

تو اب مین اڈیٹر صاحب سے دریافت کرتا ہون کہ علامہ عسقلانی کے حق مین آپ کیا فرماتے ہین کیا اون سے بھی یہی سوال کرین گے در ایمان سے کہہ سکتے ہین کہ ان دونو حدیثون کی سند اور متن مین یہ عظیم تغائر نہین اب ایسے کھلے ہوئے فرق کے بعد اگر کوئی کہدے کہ یہ دونون حدیثین ایک ہین ان مین کچھ فرق نہین تو کیونکر مان لیا جائے وہ کہنے والے خواہ علامہ سیوطی ہون یا من فوقہ" اگرچہ اڈیٹر صاحب نے من فوقہ کہکر عسقلانی صاحب کو بھی سمیٹ لیا ہے مگر صاف صاف کہین ہو یا ن ابن حجر عسقلانی نے غلطی کی ہے !

ایڈیٹر صاحب مین امام بخاری اور ابن الجوزی اور امام سیوطی اور عسقلانی ان سب کے روح کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہون کہ اصل حدیث واحد ہے۔

یا حضرت! علم حدیث اگر ایسا آسان ہوتا ہے کہ ہر ایرا غیرا اس کا عالم بن جائے تو آپ کے امام اعظم کو امام اہل الرائے کا لقب کیون ملتا۔

قولہ الشمس کے ایڈیٹر نے اس ساتوین نمبر مین ایک عجیب و غریب کارروائی کی ہے کہ عبقات سے علامہ سیوطی کے مدائح و مناقب نقل کئے ہین اور نیز جناب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے کلام سے انکا معتبر و مستند فی النقل ہونا ثابت کیا ہے (حالانکہ یہان ان کے مستند فی النقل ہونے کی بحث نہ تھی اور نہ اس کا انکار ہے) اور بعد نقل مناقب کے فرمایا ہے کہ کیون ایڈیٹر صاحب جب آپ کے امام سیوطی خاص علم حدیث مین بھی مجتہد مطلق تھے پھر کیون ان کے حکم سے سرتابی کی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ سیوطی کے مناقب و مدائح کا انکار نہین ہے نہ ان کے مستند فی النقل ہونے مین کلام ہے مگر یہ تو بتائیے کہ ان کے صاحب مناقب ہونے سے یہ کیونکر لازم آیا کہ وہ سہو و غفلت سے بالکل معصوم و محفوظ ہین ۲ قول یہ ایسی تقریر ہے کہ جہان تک اسکی تعریف کی جائے کم ہے کیونکہ الشمس مین جو امام سیوطی کے مناقب عبقات سے اور کلام مولوی عبدالحی صاحب سے نقل کئے گئے تو یہ نہایت ہی عجیب و غریب کارروائی ہوئی۔ کیون کیا امام سیوطی آپکے نزدیک اس قابل نہین ہین کہ اون کے مدائح و مناقب نقل کئے جائین۔

کیون ایڈیٹر صاحب جب بقول مولوی عبدالحی صاحب امام سیوطی کو مستند فی النقل مانتے ہین تو پھر اون کے اس نقل سے آپ کو کیون انکار ہے جو وہ حدیث ابن جوزی و بخاری کو ایک کہتے ہین۔ کیا یہ قول اون کے منقولات سے نہین ہے؟

کیون صاحب سہو و غفلت کا الزام کس بنیاد پر لگاتے ہین کیا کسی عالم کے قول سے آپ اس کی سند لائے ہین کہ حدیث بخاری اور حدیث ابن جوزی دو ہین اگر اس کی کوئی سند آپ دئے ہوتے تو البتہ امام سیوطی کے قول کو اوس کے مقابلہ مین آپ اپنے ذاتی غرض سے غلط یا سہو کہہ سکتے تھے جب کوئی اس کا معارض ہی نہین بلکہ سب ادنی

کے قائل ہین کہ یہ دونون حدیث ایک ہی پھر امام سیوطی کے سہو و غفلت کا کس بنیاد پہ دعوی کر سکتے ہین۔
کیون ایڈیٹر صاحب سیوطی نے آخر کی مرتبہ سہو کیا ایک تو شروع کتاب مین دوسرے آخر کتاب مین تیسرے لالی مصنوعہ مین جو اُن موضوعات مین اخری تصنیف ہے فرماتے ہین والحدیث منکرای من ھذا الطریق بہذہ القصہ والا فہو بہذا اللفظ فی صحیح البخاری قال فی کتاب الطب ایج صفحہ ۱۲۲
کیون ایڈیٹر صاحب یہان بھی امام سیوطی سے سہو و غفلت ہوئی جو بہذا اللفظ فی صحیح البخاری فرماتے ہین۔ پھر علامہ عسقلانی سے کیا ہوا سہو ہوا یا غفلت جو صحیح بخاری کی چارون حدیثون کو فی قصہ واحدہ کہا۔
اب اس کا پورا فیصلہ ہونا چاہیئے کہ آپ کے یہ کل علما تو خطا کار نکلے اور سب کے مقابلہ مین آپ ہی وہ شخص ہین جو بغرض مخالفت حجۃ الاسلام سب کے خلاف دعوی کر رہے ہین اور اوسی کو حق سمجھتے ہین خدا رحم کرے۔
قولہ حکایت ایک تحصیلدار صاحب ۲ قول کیون صاحب لفظ امام کے متعلق جو مین نے عرض کیا تھا وہ سہی تو آپ نے یہ نصیحت کی تھی دو مسلمانون سے جو روپیہ وصول کیا گیا ہے وہ برباد جاتا ہے،، اور یہان جو آپ نے حجام والی حکایت کہ اوسنے تحصیلدار سے کہدیا کہ آپ کی زوجہ بیوہ ہوگئین ایک کالم مین لکھا اس سے تو یقینا مسلمانون کا مال بچایا ہوگا۔ شرم!
ایڈیٹر نے بڑے فخر سے لکھا ہے وہ کہ اہل سنت کے یہان معتبر نانی کی ایسی باتین نہین مانی جاتین جو عقل کے خلاف ہون،، مگر کیا وہ اس کا بھی دعوی کر سکتے ہین کہ اگر خلیفہ ثالث کا بہنوئی جو نانی تھا خلاف عقل کہے تو اوس کو بھی نہ مانین گے ملاحظہ ہو اصابہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۶ تزوج الحکم بن کیسان مولی بنی مخزومی وکان حجاما امیہ بنت عفان اخت عثمان وکانت مناطہ اب معلوم ہوا کہ ایڈیٹر صاحب نے جو اس حکایت کو جلی خط سے لکھوایا اسی وجہ سے کہ حکایت خاندانی ہو گی اور لوگ کم واقف ہون گے لہذا قوم پر احسان کیا کہ ایسی مفید حکایت کو بیان کیا شرم!

کیون ایڈیٹر صاحب آپ کے مذہب مین عقل کو بھی کچھ دخل دیا گیا ہے عقاید امام الاشاعرہ پڑھئے اور جب امام سیوطی کو آپ نائی بنا رہے ہین تو حضرت عثمان کو کیا جواب دین گے۔

قولہ ایڈیٹر اصلاح بلکہ جمیع شیعہ مصنفین اس بات کو یاد رکھین تو بہت بہتر ہی کہ اہل سنت کا یہ مقررہ اصول ہی کہ سوا رسول خدا کے اور کوئی ایسا نہین ہی جس کے قول و فعل کے آگے خواہ مخواہ وہ سر اپنا جھکا دین **اقول** تمام شیعون کو بخوبی معلوم ہی کہ اہل سنت کسی طرح قول رسول خدا کے آگے بھی سر نہین جھکاتے نہ قول خدا کو دھیان مین لاتے ہین تو اوسی کا قول وہ کب ماننے لگے وہ تو وہی کرین گے جو اون کا دل چاہے گا۔

قول رسول کے متعلق تو مین لکھ چکا ہون مگر یہہ سنئے آپ کے اوستاد فرماتے ہین سعی مشکور مین اول یہ کہ حجیت اصلیہ و موجب حقیقی بوجہ اس کے کہ حاکم حقیقی سوا اللہ جل جلالہ کے کوئی نہین صرف حکم حاکم حقیقی ہی چنانچہ آپ بھی اسکا اقرار کر چکے ہین اور کتب اصول سے تحقیق سے ملے ہیں ... کسی ... کا حکم گو بدرجہا فضیلت رکھتا ہو کسی بشر ... حجیت نہین ہی جب تک فرمان الہی کے ساتھ منضم نہ ہووے اسیوجہ سے آن حضرت کا قول و رائے امور دنیویہ مین کہ محض رائے و عقل سے ہون اور امر شرعی سے متعلق نہ ہون لازم الاتباع نہین سمجھے جاتے ہین ... بلکہ یہ نسبت اوس شخص کے بھی جس نے بالمشافہ ان کی حدیثون کو سنا ہو کہہ سکتے ہین کہ اوسپر بھی اطاعت جملہ اقوال نبویہ فرض نہ ہوئی صفحہ ۲۳۴

کیون ایڈیٹر صاحب اب کہئے مین آپ کا یہ اصول مقررہ مانون یا آپ کے اوستاد کا حجیت اصلیہ اور موجب حقیقی قبول کرون جو قول رسول اللہ کو بھی مطلقاً آپ کے یہان قابل قبول نہین مانتے کیونکہ اگر حکم رسول ہی مانا جاتا تو پھر خلافت کیونکر ملتی جس سے اہل سنت پیدا ہوے ایڈیٹر صاحب پہلے اس کو طے کر لیجئے کہ غلطی مین اور سہو و غفلت مین کچھ فرق ہی یا ایک ہی شی ہے اور پھر اسکو بھی سمجھ لیجئے کہ آپ کے اوستاد مولوی عبد الحی صاحب سہا ہی ناسی کو کن الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ اور پھر امام سیوطی کے بارے مین کیا حکم دیتے ہین کہ جو ان پر اعتماد کرے وہ قابل زجر و عتاب ہی نہ لائق خطاب

قولہ مولوی حامد حسین صاحب نے عبقات مین یہ روش اختیار کی ہی کہ علما کے مناقب

دفتر کے دفتر نقل کرتے چلے جاتے ہین اور وہ یہ جانتے ہین کہ ان مناقب کے بعد ان کے قول یا ان کی روایت سے کسی طرح سرتابی ممکن نہ ہوگی یہ محض ان کا خیال خام ہے ان مناقب و مدائح کیوجہ سے وہ علما معصوم نہین بن سکتے اقول جس طرح آپکو یہ جملہ ہاتہ آگیا ہے ،، کہ قابل التفات نہین ،، آپ کے شاہ عبدالعزیز صاحب کو یہ جملہ مل گیا تھا ،، در کتب معتبرہ اہل سنت نیست ،، اسی کی تکذیب ہین جناب حجۃ الاسلام طاب ثراہ نے ہر حدیث کی صحت بلکہ تواتر اوس کا اس طرح ثابت کیا کہ جتنے صحابہ اوس حدیث کے ناقل ہین اون سب کی روایتین علحدہ لکھین اور ہر ہر صحابی کی مدح و ثنا علماء اہل سنت نے لکھی ہے اوسکو لکھا تاکہ معلوم ہو یہ دعواے اہل سنتہ کہ کتب معتبرہ اہل سنتہ مین نہین ہے۔ محض غلط ہے۔

اسکے بعد جن جن تابعین نے اوس روایت کی تخریج اوس صحابی سے کی ہے مع توثیق تابعی تحریر فرمایا۔

اسکے بعد جو جو راوی ہوئے یہان تک کہ ائمہ محدثین تک اوس روایت کا سلسلہ پہنچا اب اوس محدث کی توثیق اوسکے عصر سے تا بعصر شاہ عبدالعزیز صاحب بلکہ رشید الدین خان بلکہ مولوی حیدر علی صاحب بلکہ مولوی صدیق حسن خان تک پہنچا دیا۔ تاکہ معلوم ہو شاہ عبدالعزیز صاحب نے کس حیاداری سے یہ جملہ لکھا تھا ،، در کتب معتبرہ اہل سنت نیست

ایڈیٹر صاحب! جناب حجۃ الاسلام طاب ثراہ نے از خود یہ روش نہین اختیار کی بلکہ آپکے شاہ صاحب کے مزید صدق و دیانت نے مجبور کیا کہ اتنے شواہد لائے جائین کیونکہ اون کو یہ خوب معلوم تھا شاہ صاحب یا اون کے چیلے وغیرہ اپنے اغراض ذاتی کے مقابلہ مین جب حکم خدا و رسول کو نہین مانتے تو ان علما کے قول یا حکم کو کب مانین گے مگر عامۂ ناس پر ثابت کر دینا تھا کہ اہل سنت ایسے ہٹ دھرم ہین کہ جن علما کو درجہ نبوت و رسالت پر پہنچا دیتے ہین بلکہ اپنے خلیفہ اول سے بھی اونکو افضل جانتے ہین۔ شیعونکی ضد اور ہٹ مین اون کا قول بھی نہین مانتے جسکی تفـ، تو یہان بھی امام سیوطی کے حالات سے ثابت ہوگئی۔ ملاحظہ ہو نمبر ۸

ایڈیٹر صاحب جب اس خدائی پہ نہ خدا آپ کے یہان عادل مانا گیا نہ انبیا عموماً اور جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصوصًا معصوم نہ مانے گئے تو وہ علما آپ کے یہان کب قابل قبول ہو سکتے ہین جو کوئی کلمہ حق کہہ جاتے ہین مگر کیا ہزارون علما کی مدح وثنا کرکے پر بھی بقول شاہ عبد العزیز صاحب وہ نامعتبر ہی رہینگے۔ بینوا توجروا

افسوس کہ ایڈیٹر صاحب کو فضول باتون کا بہت شوق ہے شیعون کے دلایل تحقیقی سے انکار ہے۔ اپنے علما کی تکذیب پر نازان ہین خدا رحم کرے۔ کیونکہ نہ شیعون کو وہ عقل ملی ہے جو اہل سنت کو ملی ہے کہ اپنی کتابون سے خصم کے مقابلہ مین استدلال کرین اور نہ وہ ایسے مجبور ہین کہ بغیر اپنی کتابون کے کچھہ بنا ہی نہین سکتے۔ بلکہ شیعیان حیدر کرار اپنا ہر دعوے خود اہل سنت کی کتب معتمدہ بلکہ صحاح ستہ سے ایسا ثابت کرتے ہین کہ خود ایڈیٹر صاحب بلبلا کر کہنے لگے کہ ابن الجوزی کی جرح سے بھی الزام دیا جائیگا اور آنکو کے بے اعتباری سے بھی الزام دیا جاے گا!

جن باتون کے نسبت الشمس ۷ مین لکھا گیا تھا کہ چونکہ یہ باتین خارج از بحث ہین اسوجہ سے یہان تعرض نہین کیا جاتا بلکہ جہان مخاطب نے تفصیلا لکھا ہے وہان اسکی بحث ہوگی اونھین باتون کو ایڈیٹر صاحب نے پھر دوہرایا ہے کہ خلط مبحث کرین جو خلاف تدین ہے کیونکہ حق واضح ہو رہا ہے۔

ایڈیٹر صاحب اگر علامہ مجلسی نے شیخ طوسی علیہ الرحمہ کے نسبت سہو و غلط کا اقرار کیا ہے یا سلطان العلما نے قاضی صاحب اعلی اللہ مقامہ کے طرف ایسی نسبت دی یا حسام مین کافی کے نسبت لکھا گیا یا ضربت حیدریہ مین دربارہ ہشام و مومن الطاق علیہم الرحمہ والغفران کچھہ لکھا گیا بشرط صحت تسلیم (کیونکہ ابھی تک مجھے تطابق نقل کا موقع نہین ملا) تو بوجہ مخالفت اصول مقررہ لکھا گیا کہ جب کوئی امر دلایل قویہ وبراہین یقینیہ سے ثابت ہو چکا ہے تو اوس کے مخالف نقل یا قول یا دعوی کے نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ قول بوجہ مخالفت دلائل قویہ قابل قبول نہین یا اسنے غلطی کی یا اس سے سہو ہوا نہ کہ آپ کی طرح ایک اعتراض وہمی کے ابطال کے لئے اپنے سارے علما کی تکذیب و تغلیط و تسفیہ وتحمیق کے مرتکب ہوئے۔

اگر اڈیٹر صاحب آپ یہ دکھائے ہوتے کہ حدیث ابن جوزی و بخاری مین قول رسول
مختلف ہے نفیاً و اثباتاً تو البتہ آپ ایسا دعوی کرسکتے تھے یا دو چار عالمون کا قول
نقل کرلائے ہوتے تو اوسکی مخالفت سے البتہ سیوطی پر سہو یا غفلت کا الزام دے
سکتے تھے یہ سب تو آپ سے کچھ نہ ہوا اور دعوی یہ کہ سیوطی سے غفلت ہوی سہو ہوا
جیساکہ شیعون کے شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے ہوا بھلا ان بے جوڑ باتون کا کیا علاج ہے۔

اڈیٹر صاحب تمام دنیا کو بلا کر دکھائے کہ صحیح بخاری و ابن جوزی کے دونو حدیثون
مین قول رسول اسی قدر ہے ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ پھر کیون یہ حدیث
متحد نہ ہوگی۔

رہا قصہ کا مختلف ہونا کہ بخاری مین یہ حدیث جھاڑ پھونک والے قصہ مین ہے اور
ابن جوزی کی حدیث مین بجواب کسب معلمین ہے اس سے قول رسول مین کیونکر اختلاف
ہوا۔ وہ تو ایک ہی ہے۔

یہ امر اگرچہ بدیہی تھا مگر اڈیٹر کے انکار پر پہلے سیوطی کا یہ قول نقل کیا الحدیث
اخرجہ البخاری فی صحیحہ بہذا اللفظ من حدیث ابن عباس - ملاحظہ ہو الشمس نمبر ۲ صفحہ ۸
اسپر بھی جب اڈیٹر صاحب انکار ہی کرتے رہے تو الشمس نمبر ۳ مین دوسرا قول
سیوطی نقل کیا - ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴ اور پھر قول ابن حجر عسقلانی جو بخاری کے چارون
حدیثون کو فی قصہ واحدہ کہ رہے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳

مگر چونکہ اڈیٹر صاحب کو اوس رئیس زادہ کی حکایت معلوم ہے کہ وہ نہایت غبی تھا
اور کسیطرح قابل تعلیم نہ تھا تو اڈیٹر صاحب ایسے ایک لایق معلم نے اوسکو سکھا دیا
کہ کوی کچھ کہے تم اوس کے جواب مین یہی کہا کرو لا نسلم چنانچہ اس تعلیم کے بعد معلم
نے رئیس کے سامنے پیش کیا اوسنے علما کا مجمع کیا کہ امتحان لیا جائے بڑے بڑے منطقی
جمع ہین ہر ہر دعوے پر صدہا دلیلین لائی جاتی ہین - وہ رئیس زادہ ایک جملہ لا نسلم
سے سب کو قایل کردیتا ہے معلم بھی خوش ہے - لڑکے کا باپ بھی خوش ہے کہ ہمارا لڑکا
بڑا لائق ہے اور وہ منطقی لوگ چکرا رہے ہین - آخر ایک بڈھے نے کہا ہمارا دعوی یہ ہے

لا الہ الا اللہ اسکے جواب مین بھی بے دھڑک لڑکا کہہ اٹھا لا نسلم جسپر سب نے قہقہہ لگایا۔

اسی طرح ہمارے لایق ایڈیٹر اس دفعہ بھی لا نسلم فرماتے ہین جسپر مین نے تیسری دلیل قول امام سیوطی پیش کیا جو لالی مصنوعہ مین فرما گئے ہین اور قول ابن حجر عسقلانی جو فتح الباری مین ہے مگر اسپر بھی ایڈیٹر صاحب انشاء اللہ لا نسلم ہی فرمائین گے۔ کیونکہ قول مردان جان دارد۔

ایڈیٹر صاحب یہ مقام ضمنی ہے اس وجہ سے ہم آپ کے خارج از بحث باتون کا جواب نہین دیتے جہان حضرت خضر کے کشتی کے متعلق آپ تفصیلا لکھین گے وہین جواب بھی پائین گے۔

ایڈیٹر صاحب علمائے شیعہ کو آپ کے الزامات کے نسبت وہی کہنا پڑا جو آپ کے شاہ ولی اللہ آپ کے تینون فرقہ کی نسبت کہہ گئے ہین۔ ملاحظہ ہو الشمس ۲ صفحہ ۱۶۔

رہا تعارض احادیث کا مسئلہ پس تنزیہہ اثناعشریہ جلد ملاحظہ فرمائے جو جواب تحفہ ہے جسمین شاہ صاحب نے اصول حدیث شیعہ پر اعتراض کیا تھا اور تنزیہہ مین اوس کا جواب دیا گیا۔

قولہ سچ ہے ایڈیٹر الشمس کا مناظرہ ہو چکا ان کے مناظرہ کا دار مدار اسی قسم کے قول پر ہے جب وہ اقوال نہ ملنے جائین گے تو وہ بیچارے کس بنیاد پر مناظرہ کرین گے۔

اقول بہت درست ہے ہم لوگ شرفا کا مدار تو اسی پر ہے کہ آیت حدیث اقوال علماء سے سند لائین جب وہ نہ مانے جائین گے تو وہ بیچارے کس بنیاد پر مناظرہ کرین گے کیونکہ نہ یہان لٹھ بازی ہے نہ مقدمہ بازی نہ زد الست جو مار بیٹ سے کام لین۔

قولہ ہمارے مناظرہ کا دار و مدار غیر معصوم کے اقوال پر نہین ہے **اقول** آج نیا شگوفہ کھلا جو معصوم کے اقوال سے آپ استدلال کرینگے۔ خلفا عن سلف عقیدہ اہل سنۃ تو یہی ہے کہ نبی معصوم نہین جس کے لیے تخطیۃ الانبیا لکھی گئی اور یہان یہ دعوی کیا جاتا ہے خدا خیر کرے کیون صاحب وہ معصوم کون ہے جس کے اقوال سے آپ مناظرہ کرین گے۔ قایل کلمہ ان الرجل لیہجر۔ یا وہ شخص جسکی شان مین یہ کلمہ کہا گیا۔

الشمس ۶ ملاحظہ ہو جسمین اعتقاد عصمت انبیا مخصوصات شیعہ سے ہونا بیان کیا گیا ہے صفحہ

قولہ اگر مین نے یہ کہا ہو تا کہ علامہ سیوطی موضوعات ابن جوزی کی جس حدیث کو صحیح بخاری کی

جس حدیث سے متمسک کہتے ہین وہ حدیث صحیح بخاری مین نہین تو البتہ آپکو اس قسم کی باتین زیبا تہین ۔ اقول اور جب آپ نے یہ کہا کہ امام سیوطی جس حدیث کو ابن جوزی اور بخاری کے متمسک بتانے مین وہ غلط ہے ۔ تو اس کے جواب مین مجھے یہ باتین زیبا تھین کہ آپ کے اوستاد مولوی عبد الحی صاحب کا قول نقل کرون جو یہ فرماتے ہین کہ جو شخص اقوال سیوطی وغیرہ مین شک کرے وہ قابل خطاب نہین بلکہ لایق زجر و عتاب ہے ۔ ملاحظہ ہو الشمس ۲ صفحہ ۹۔

ایڈیٹر صاحب بہتر ہے اسکا بھی قاعدہ مقرر ہو جائے کہ کس مقام پر علما کے قول سے سند لا سکتے ہین اور کہان نہین ؟ ۔

سبحان اللہ مولوی عبد الحی صاحب تو بجواب مولوی بشیر صاحب سہسوانی فرمائین کہ جب سیوطی وغیرہ اس کے ناقل ہین تو ہمکو اصل کتاب یا اصل قول کیطرف رجوع کرنے کی ضرورت نہین اونکی نقل کافی ہے اور آپ یہ فرماتے ہین کہ جب مین اسکا منکر ہوتا کہ صحیح بخاری مین نہین ہے تو اون کا قول پیش کیا جاتا ۔ خدا رحم کرے ۔ وہان تو رجوع بہ کتاب کی ضرورت تھی

قولہ ۱۸ مین نہایت افسوس سے کہتا ہون کہ الشمس کے ایڈیٹر بات کے سمجھنے مین اور اسکے موقعہ و محل کے تجویز کرنے مین بالکل غور سے کام نہین لیتے یا اسپر وہ قادر نہین اقول ۱ ور مین یہ کہتا ہون رحم اللہ من انصف بہتر یہ ہے کہ جناب مولوی عین القضاۃ صاحب کو ہم اور آپ حکم مقرر کرین ۲ الشمس ۲ و ۳ ملاحظہ فرما کر فتوی دین کہ آپ کی تحریر اوسکے مقابلہ مین ہٹ دھرمی ہے یا کیا ۔

قولہ علامہ ابن جوزی کی جرح پر اعتماد کرکے صحیح بخاری کی حدیث کو موضوع بنا دینا اور پھر اسی جرح ابن جوزی کو حدیث طیر کے متعلق غیر معتبر بنانا مولوی حامد حسین صاحب کی ایسی لطیف کارروائی ہے جسکا جواب نہین ۲ اقول قاعدہ کی بات ہے جب غبی لڑکا اوستاد کے سامنے ایک ہی امر کو مکرر پوچھیگا تو پہلے استاد کو رحم آئیگا کہ اوس ذہن و مادہ فہم کم ہے بتا دیگا مگر بار بار کے پوچھنے سے کیسا ہی حلیم کیون نہ ہو غصہ آہی جائیگا مگر ہم بسبب حلم اور رحم کے کام لیکر بتاتے ہین کہ یہ کارروائی کچھ زیادہ لطیف نہین ہے کیونکہ اگر کاذب کی کذابیت دوسرے آدمی کے ساتھی کے قول سے ثابت کر دیجا تو یہ معمولی

بات ہے۔ اسیطرح بخاری کی موضوعیت ابن جوزی کے کلام سے اور ابن جوزی کی بے اعتباری دوسرے ہمراہیون سے ثابت کردی گئی۔

لطیف کارروائی یہ ہے کہ خود ہی تو علماے اہل سنت کبھی تو ابن جوزی کا قول جرح مین معتبر نہین [illegible] اور [illegible] اور ہی ابن جوزی کا قول ہر جگہ سند مین پیش کیا جاتا ہے کہ حدیث نامعتبر ہے کیونکہ ابن جوزی نے اس کی جرح کی ہے۔

اس سے بھی زیادہ لطیف کارروائی سنئے کہ مولوی عبدالحی صاحب آپکے اوستاد ایک جگہ تو ذہبی۔ سیوطی۔ امام خطیب امام دارقطنی کو رکن دین بناتے ہین اور جو اون کے قول پر اعتماد نہ کرے اوس کو خارج از عقل کہتے ہین۔ جب یہ غرض اونکی نکل گئی تو لکھتے ہین کہ امام ذہبی اہل سنت کا دشمن ہے اوس کا قول قابل اعتبار نہین۔ خطیب و دارقطنی کا قول قابل اعتبار نہین۔

اڈیٹر صاحب! للہ فرمائیے یہ کارروائی لطیف ہے یا وہ جس کا آپ نے حوالہ دیا ملاحظہ ہو الشمس نمبر۔

قولہ ہمارا اعتراض تو یہ ہے کہ ابن جوزی کی جرح کا معتبر ہونا اور غیر معتبر ہونا دونو متضاد باتین ہین ان مین سے جو راجح ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے **اقول** اسی کا جواب الشمس مین دیا گیا کہ مولوی عبدالحی صاحب سے اس کو دریافت کیجے کہ ذہبی خطیب [illegible] مدح و قدح متضاد باتین ہین ان مین سے جو راجح ہو اوس کو اختیار کرنا چاہیے [illegible] نہین کیا بلکہ ایک جگہ مدح سے استدلال کیا ہے دوسری جگہ جرح سے [illegible] مقام استدلال [illegible] ہین نہ الزام مین بلکہ بخلاف جناب حجۃ الاسلام کے بمقابلہ [illegible] ہین خواہ مدح سے استدلال کرین خواہ قدح سے [illegible] یا چونکہ دیکھا نہین اسوجہ سے ایسا فرماتے ہین اثبات صحت بلکہ [illegible] جناب حجۃ الاسلام کا استدلال صرف بے اعتباری جرح نہین [illegible] بلکہ صدہا دلایل سے ایک دلیل ہے [illegible] مغلوط فرمائیے۔

[illegible] ابن الجوزی کے قول ہی پر [illegible] لال کیا ہے

کیونکہ اوس کی جمع عام طور پر آپ کے یہان معتبر سمجھی جاتی ہے۔

قولہ ان مین سے جو راجح ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے ۲ **اقول** اگر ایسا ہی الزام دینا ہے تو کل کو آپ یہ بھی فرماین گے۔ مذہب اہلسنت پر کیون الزام دیتے ہین کیونکہ یہ تو یقیناً معلوم ہے کہ یہ مذہب مرجوح بلکہ باطل ہے پھر ہم آپ کی ہدایت کیونکر کرین۔

ایڈیٹر صاحب اسی پر تو ہم لوگ رو رہے ہین اور آپ لوگون کو سمجھا رہے ہین کہ ایک اصول مقرر کیجئے اوسکی پابندی کیجئے۔ یہ کیسی بات ہے کہ قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہین اور اوسکے احکام نہین مانتے حدیث رسول کو صحیح مانتے ہین مگر اوسکی تعمیل نہین کرتے اور ہمسے اسکی فرمایش کرتے ہین کہ ہمارے مذہب کا تناقض نہ دکھاو ہمارے متناقضات ہمسے تم نہ استدلال کرو۔ راجح و مرجوح دیکھ لو۔ بھلا ہم کو اس دردسری کی کیا ضرورت ہے

زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلامست

قولہ اب الشمس کے ایڈیٹر غالباً خود ہی سمجھ گئے کہ مولوی حامد حسین صاحب کی یہ کارروائی کسی طرح محمود نہین سمجھی جا سکتی۔ ۲ **اقول** الحمد للہ کہ ایڈیٹر الشمس کو وہ عقل نہین ملی جو اساتذہ لاشعوریہ کو حاصل ہے اگر جناب حجۃ الاسلام کی یہ کارروائی کسیطرح محمود نہین سمجھی جا سکتی تو پھر قرآن و حدیث سب کا استدلال ناقص ہے کیونکہ اوس مین تو کفار کی متناقض باتون سے استدلال کیا جاتا ہے جو خدا کو خدا بھی مانتے ہین اور بت پرستی بھی کرتے ہین۔ بتونکو اپنا مخلوق بھی مانتے ہین اور پھر اون کی پرستش کرتے ہین یہ سب بھی تو متناقضات ہین پھر قرآن و حدیث مین کیون اس سے استدلال کیا جاتا ہے۔

دیکھئے کہین اون کفار کو بھی نہ سمجھا دیجئے گا کہ مخلوق و معبود ہونا متضاد باتین ہین اون کو معبود ماننے سے کیون الزام دیا اگر اس سے الزام دینا تھا تو پھر مخلوق ماننے سے کیون الزام دیا

قولہ مین الشمس کے ایڈیٹر صاحب سے پوچھتا ہون کہ کیون جناب مولوی حامد حسین صاحب کا اگر یہ مقصود ہے کہ علماء اہل سنت کے اقوال احادیث صحیحین کی موضوعیت مین پیش کرین گے چاہے وہ اقوال صحیحہ ہون یا غیر صحیحہ مشتبہ ہون یا غیر مشتبہ تو یہ اور بھی لطیف بات ہے

اقول پوچھنے کی ضرورت نہین ہے الشمس نمبر ۸ صفحہ ۳ کو ملاحظہ کرین جسمین جناب حجۃ الاسلام کا قول

منقول ہے "خود ائمہ اہل سنت صحاح و سنن و مسانید و مجامیع حدیث خود را مجروح و مقدوح ساختہ اند"۔ رہا صحت و عدم صحت اقوال پس جہان تک ممکن تھا جناب حجۃ الاسلام طاب ثراہ نے کل مراتب طے کر دیا لیکن اس کا علاج نہ اون کے پاس ہے اور نہ کسیکے پاس کہ آپ نہ مانین اسیطرح مثبت و غیر مثبت ہونا طے ہو چکا ہے۔

قولہ اہل سنت کو کیا ضرر پہونچا اقول دعوای اصح الکتب بعد کتاب الباری غلط ہوا اور بفرض محال اگر اقوال مرجوحہ و غیر مشتبہ بھی جمع کر دئے جائین تو اہل سنت کا ضرر صریحی نمایان ہے کیونکہ وہ مدعی ہین اجماع امت کے صحت پر ان کتابون کے جو باطل ہوا۔

قولہ دوسرے اگر ان کا مقصود صرف یہی تھا تو وہ اس کی بنا پر ایسا بڑا دعوی نہ کرتے۔
اقول اگر فقط صرف اس سے یہی نکالا الخ تو درست ہے کیونکہ یہ تو خوب معلوم ہے کہ اس حدیث کے صحت و بطلان سے اونکو کسی قسم کا تعلق نہین ہے نہ فائدہ نہ نقصان اور آپکا بہر طور نقصان ہے کیونکہ صحت صحیحین کی چار دیواری ٹوٹتی ہے۔
دیکھئے جناب حجۃ الاسلام کا دعوی ایسا قوی تہا کہ سال بھر سے آپ لڑ رہے ہین اور کسی طرح نہ صحیح بخاری کی اس حدیث کو صحیح بنا سکے نہ قدح ابن الجوزی کا جواب دے سکے بجز اسکے کہ ہٹ دہرمی کرتے ہین۔

قولہ بہت سی احادیث کی قدح مین مولوی حامد حسین صاحب نے ایک بھی قول کسی عالم اہل سنت کا نقل نہین کیا پس صاف ظاہر ہو گیا کہ محض نقل اقوال مفیدہ اور غیر مفیدہ ان کو مقصود نہ تھا۔ اقول افسوس غصہ مین انسان کا ہوش نہین درست رہتا اس کا کون مدعی ہے کہ جناب حجۃ الاسلام کا مقصود محض نقل اقوال مفیدہ و غیر مفیدہ ہے۔ خدا رحم کرے۔
مطلب تو اس قدر ہے کہ جناب حجۃ الاسلام آپ کی احادیث کی جرح و قدح نہ اس بنیاد پر فرماتے ہین کہ وہ مذہب حق شیعہ کے خلاف ہین نہ صرف اس بنیاد پر کہ مباحث کلامیہ مین اون کے مدعا کے خلاف ہین بلکہ مقصود اصلی اون کا الزام دینا ہے۔ مولوی حیدر علی صاحب جنھون نے کتاب مسلم کی قدح کی تھی اوس کے جواب مین حجۃ الاسلام ہی نے بعد تحریر جواب فرمایا کہ اب مین خود علماء اہل سنت کی زبانی انکے صحاح ستہ کی موضوعیت ثابت کرتا ہون اگر کہین

اگر کہین کوئی قول صریحی نہین لکھا ہے تو وہان وہ اصول مقررہ ضرور تحریر فرماتے ہین جسپر وہ حدیث موضوع قرار پائی ہے۔

ایڈیٹر صاحب اگر خدا کا خوف نہین ہے تو خلائق سے شرم کیجئے اور فرمائے اس حدیث کی موضوعیت جناب حجۃ الاسلام سے کیونکر ثابت کی اس سے اون کو کیا نفع ہوا بجز اس کے کہ صحت بخاری کا دعوی باطل ہوا۔ اور آپکا کیا نقصان ہے بجز اسکے کہ صحت بخاری جاتی ہے۔

قولہ الحمد للہ کہ الشمس کے ایڈیٹر صاحب اس بات کو سمجھ گئے کہ علامہ ابن جوزی کی جرح ناقابل اعتماد ہے گو بہت دیر کے بعد سمجھے رہ گیا ان کا یہ کہنا کہ مولوی حامد حسین صاحب اسی اصول پر انکی جرح سے فائدہ اٹھایا یعنی وہ عارف فن حدیث تھے۔ یہ ہمارے نزدیک غیر مسلم ہے اول تو ہم اون کو عارف نہین سمجھتے اور اگر بالفرض عارف ہون بھی تو ہمپر اون کا عرفان کب حجت ہوگا۔ **اقول** آخر آپ وہی حکایت جو کئی بار ادا کی مذکور ہو چکی **لا نسلم** کیونکہ ابن جوزی کو کون پوچھے شیخین کا کاذب غادر خائن آثم ہونا صحیح مسلم سے ثابت ہے تو ابن جوزی کس قطار مین ہے۔ رہا دیری کا الزام بھی اوسیوقت سمجھ ہے کہ کیون بے غسل و کفن نہ چلے آئے کہ ہم سب بیعت کر لیتے۔ رہا یہ کہ جناب حجۃ الاسلام کو تو آپ عارف فن حدیث نہین سمجھتے تو جب رسول اللہ صلعم کو آپکے اسلاف مرتے وقت تک ہذیان بکتا سمجھتے رہے تو اس کی کب شکایت کرتا ہون۔ رہا اون کے قول کا آپ پر حجت نہ ہونا مین بھی کب خواہشمند نہین کہ آپ اون کو حجت مانئے کیونکہ حجۃ خدا سے تو ہمیشہ آپ حضرات منحرف رہے۔

ایڈیٹر صاحب کی اس تقریر کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کس عالم اختلال مین لکھ رہے ہین۔ کسکو یہ شخص مدعی ہے کہ سنی کا قول شیعون پر یا شیعہ عالم کا قول سنی پر حجت ہے جو ایڈیٹر صاحب حجیت قول حجۃ الاسلام سے انکار کرتے ہین۔ ایڈیٹر صاحب جب آپ امام سیوطی کو نہ عارف فن حدیث مانتے ہین نہ اون کے قول کو حجت تو حجۃ الاسلام کے قول پر کیونکر آپ ایمان لا سکتے ہین۔

جب آپ کا دل اس کو گوارا نہین کرتا کہ اپنے دعوے کے خلاف علامہ ابن حجر کے قول کو قبول کرین تو جناب حجۃ الاسلام کی ہدایت آپ کب مان سکتے ہین۔

قوله اس حدیث کی صحت کا اس سے کیا زیادہ ثبوت ہوگا کہ صحیح بخاری مین بطرق متعددہ مروی ہے **اقول** اس کا جواب تو پہلے ہی الشمس مین دیدیا گیا تہا۔ مگر پھر بھی وہی دعوی چلا جاتا ہے افسوس کہ آپ حنفی ہو کر ایسا دعوی کرتے ہین تو اوس کے ساتھ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ امام ابوحنیفہ مخالف حدیث صحیح تھے کیونکہ وہ تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو حرام کہتے ہین اور بخاری نے باب جائز اسی وجہ سے رد ابوحنیفہ کے لئے ایک حدیث کو اونھون نے چار باب مین لکھا ہے۔

رہا نسبت صحیحین سے قول ابن الجوزی کو رد کرنا یہ ایس طرفہ عقل مندی ہے اگر ابن الجوزی کے نزدیک وہ صحیح ہوتی تو کیون اوس کو موضوع کہتے۔

مشکل یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب پر محبت دنیا ایسی غالب ہے کہ اونکو اسکی فکر ہے اپنی قوم پر ثابت کرین کہ شیعون کی رد لکھ رہے ہین جس سے خوب بکری ہو اور سال آخر ہے تو خوب چندہ جمع ہو جائے۔ اور اس کی مطلق فکر نہین کہ ہم بات کیسی کر رہے ہین اگر خدا و رسول ناراض ہوگا تو خلایق مین تو نامور ہون۔

ایڈیٹر صاحب پہلے یہ لکھا تہا "جس طرح صحت حدیث دلیر و مدینہ ثابت کیگئی ہے اوسیطرح اسکو بھی ثابت کیجئے"، صفحہ ۳۱ کیا اوس کا یہی جواب ہے "اجی صحت صحیح بخاری مین ہونے سے بڑہ کر اور کیا دلیل اس کے صحت کی ہوگی"، یہ تو ایسا جواب ہے کہ کوئی کہے خلافت ابوبکر صاحب اس وجہ سے حق ہے کہ عمر صاحب اونکے خلیفہ ہین۔

قوله ہمارے علمائے محققین نے ہرگز صحیحین کو مجروح نہین کہا۔ **اقول** نقد التنقید مین جن علما کے نام جارحین صحیحین مین مرقوم ہین کیا وہ آپ کے علما سے نہین ہین یا محققین سے نہین ہین۔ افسوس کہ ایڈیٹر صاحب نے سچ بولنے کی قسم کھالی ہے۔

یہان تک تو ایڈیٹر صاحب نے الشمس کے جواب مین گھریزی کی ہے اب لطیفہ گوئی کیطرف متوجہ ہوئے۔

قوله ایک آخری لطیفہ الشمس کا یہ ہے کہ منکر کو مولوی حامد حسین صاحب نے موضوع کے معنی مین لیا ہے۔ **اقول** یہان تو بے اختیار آیہ معلومہ کی تلاوت پر مجبور ہون کیونکہ حجۃ الاسلام کا قول آپ خود لکھ چکے ہین۔

ہے اس مین منکر کو بمعنی موضوع کہان لیا گیا ہی جو آپ نے اعتراض کیا اور بالفرض اگر ایسا ہو تا تو کوئی مضائقہ نہین کیونکہ امام مسلم بھی منکر کو بمعنی موضوع لیتے ہین۔ یہ جواب الشمس نمبر ۸ مین دیا گیا تھا۔ اس پر ایڈیٹر صاحب نے یہ فرمایش کی کہ اصول حدیث کی کتاب سے دکھاؤ "یعنی امام مسلم کا قول قابل قبول نہین"۔ بتعمیل اس حکم کے نمبر ۸ مین مولوی عبدالحی صاحب کی ظفر الامانی سے جو خاص اصول حدیث کی کتاب ہی یہ دکھایا گیا کہ امام بخاری فرماتے ہین "کل من قلت فیہ منکر الحدیث لا یحتج بہ ولا یحل الروایۃ عنہ" اس جواب پر اگر ایڈیٹر صاحب مین کچھ بھی خدا ترسی ہوتی تو اعتراف کرتے اگر اقرار نہ کرتے تو سکوت کرتے مگر خدا بھلا کرے ایڈیٹر صاحب کا کہ جب اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو میری اس جملہ پر کہ "یہ سب اصطلاحین جدید ہین پھر ان اصطلاحات و قواعد کی پابندی علماء سلف کیونکر کر سکتے تھے"، یہ اعتراض کر بیٹھے "اس عقل و فہم کا کیا کہنا۔ اصطلاحات تو مکتب نشین بچے تک جانتے ہین۔ مرتبہ تدوین مرتبہ ایجاد سے متاخر ہوتا ہی الخ

مگر مین اس مین زیادہ الجھنا نہین چاہتا کیون یہ سب اصول حدیث سے متعلق ہی جس سے حنفیون کو کوئی سروکار نہین۔

ایڈیٹر صاحب صرف اس قدر بتا دین کہ امام مسلم و امام بخاری کا قول زیادہ قابل قبول ہی یا سخاوی وغیرہ مصنفین اصول حدیث کا؟ اور اگر یہ اصطلاحات قدیم ہین تو بقول آپ کے امام ترمذی بعض احادیث کو حسن صحیح اور بعض کو حسن غریب کیون لکھتے ہین جس پر یہ اعتراض ہوا کہ یہ خلاف اصطلاح ہی۔

اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ یہ سب اصطلاحات جدید ہین قدما ان کے پابند نہ تھے ورنہ لازم آتا ہی کہ ایڈیٹر صاحب اس کے بھی قایل ہو جائین کہ حضرت انس و ابوہریرہ وغیرہ بھی ان اصطلاحات سے واقف تھے بلکہ خود رسول اللہ جو کسی وقت حدیث صحیح فرماتے کسیوقت حسن کسیوقت ضعیف کسی وقت موضوع۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ اللہم آمین۔

قولہ دوسرا لطیفہ یہ الشمس کے ایڈیٹر صاحب نے ایک مقام مین ہم سے

یہ اعتراض کیا ہے کہ احادیث کو راجح و مرجوح نہیں کہتے راجح و مرجوح کا استعمال احکام مین ہوتا ہے احادیث کی نسبت صحیح۔ موضوع۔ قوی۔ ضعیف کا لفظ بولا جاتا ہے **اقول** زیادہ بات بنانے کی ضرورت نہین آپ ہر جگہ اصول حدیث بگھارا کرتے ہین کسی کتاب سے اصول حدیث کو اسکو لکھ دیجئے کہ اقسام حدیث سے ایک قسم راجح کی بھی ہے تو سب قصہ طے ہے زیادہ فضول کی ضرورت نہین۔

رہا قول ابن حجر "انلم یعرف التاریخ فلا یخلو اما ان یمکن ترجیح احدہما علی الآخر بوجہ من وجوہ الترجیح" پس اہل فہم کے سمجھانے کو کافی ہے جس سے میرے دعوے کی اور بھی تصدیق ہوئی کیونکہ ترجیح اس مین اسباب خارجہ سے پیدا ہوگی بوجہ من وجوہ الترجیح۔ نہ یہ کہ راجح و مرجوح دو قسم ہو حدیث کی جیسا کہ آپکا مزعوم ہے اور میرے ہی دعوے کی مؤید وہ عبارت بھی ہے جو آپ حسام سے نقل کرتے ہین "بمقتضائے آن اذا دلہ شرعیہ راجح میباشد بمقتضاء آن عمل میکنند" جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ وجود ترجیح اسباب خارجہ سے ہے نہ کہ قسم حدیث ہو۔

ایڈیٹر صاحب حسام از صمصام حیدریہ کی یہ عبارت "بالجملہ یکے از مرجحات نظر در سند و حال رجال است" نقل کرکے بہت اتراتے ہین بجبر فرماتے ہین "اے اہل انصاف دیکھو اس ناواقفی کی کوئی حد ہے ابتدائے خطاب سے اسوقت تک ہم نے بہت سے مقامات ایسے دکھائے ہین جنسے ایڈیٹر الشمس کی ناواقفی شیعہ سنی دونو کے اصطلاحات سے ظاہر ہے خاصکر فن حدیث کو تو معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے دیکھا ہی نہین ایسی حالت مین تنقید صحیح بخاری پر انکا قلم اٹھانا اس شعر کا مصداق نہین ہے تو کیا ہے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی　　که با آسمان نیز پرداختی

اقول یون تو بعض آدمی ایسا خواب دیکھتے ہین کہ نیند اوچٹ جاتی ہے اور آپ تو ماشاء اللہ چشم بدور جیتے جاگتے دن دھارے تنقید صحیح بخاری کی وہ مہیب صورت دیکھ رہے ہین جس سے آپکا سلطانی مذہب اب چند ہی روز کا مہمان رہ گیا ہے اسی لئے تو آپکے مرزا حیرت اور آپ دونو صاحب حرکت مذبوحی کر رہے کہ کسیطرح تنقید صحیح بخاری کا سلسلہ متروک ہو۔

مگر خداوند عالم وجود ذی جود جناب فخر الحکما محی السنہ ماحی البدعہ دام ظلہ العالی کو تا ابد قایم رکھے جنکے رشحات قلم سے تنقید بخاری کا سکہ تمام عالم مین جم رہا ہے۔ یہ بھی لطایف غیبی سے ہے کہ بتاکید تمام اس دفعہ اصلاح نمبر ۹ مین ایکجز و تنقید کا شایع ہوا جو چند ماہ سے بند تھا۔

بہرحال اگر اڈیٹر صاحب کچھ غور کرتے تو معلوم ہوتا راجح و مرجوح اقسام حدیث سے نہین ہے بلکہ مرجحات خارجیہ یا داخلیہ سے رجحان پیدا ہوتا ہے اور جو اعتراضات آپنے تنقید بخاری پر کئے تھے الحمد للہ کہ نقد التنقید مین جواب اوس کا بکمال وضاحت مرقوم ہو چکا۔ غیرتمندان معاونین ایڈیٹر صاحب سے امید ہے کہ غیرت کو ہاتھ سے نہ دینگے

ایڈیٹر صاحب اگر غور کرین گے تو ابھی شیعہ و سنی کے مناظرہ کا بہت بڑا میدان پڑا ہوا ہے جس مین ابھی تک آپ نے قدم نہین رکھا ہے۔ لہذا فضول باتون مین نہ اوجھین ڈالئے ضد۔ ہٹ دھرمی اچھی چیز نہین۔ نہایت معیوب ہے۔ ایمان کو درست رکھکر اس فہرست کو ملاحظہ فرمائے جو مین نے الشمس ۳ کی پیش کی ہے بعدہ اپنے اخبار سے دکھائیے کہ ان مطالب کا کیا جواب دیا ہے اور یون بیکار لکھنے کا تو آپ کو ہر طرح اختیار حاصل ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

ناز بیجا

افسوس کہ اڈیٹر صاحب اس آخری نمبر مین پھر اسکی دھمکی دیتے ہین "الحمد للہ ہمنے الشمس کا ناقابل التفات ہونا کما ینبغی ثابت کر دیا اب ہم آیندہ الشمس کے متعلق خود ایک حرف نہ لکھین گے"

ناظرین! الشمس ۵ مین ایک نیا ناز ملاحظہ فرمائین ہمارے کرم فرما کا دستور العمل شعر ہے۔ شعر ؎ دیدار می نمائی و پرہیز میکنی ٭ بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

جناب من! اب مجھ عشر تکدہ مین جانے کا حکم دین یا میکدہ مین ہدایت سے غافل نہ ہون گا۔

آیندہ نمبر سے انشاء اللہ مسئلہ تحریف شروع ہو جائے گا

اڈیٹر

اور شیخ عبد الحق تحصیل الکمال مین لکھتے ہین وکتابہ الجامع احسن الکتب واجمعہا واکثرہا فائدۃ واحسنہا ترتیبا واقلہا تکرارا اور ملا علی قاری جمع الوسائل شرح شمایل مین فرماتے ہین ونقل عن الشیخ عبد اللہ الانصاری انہ قال جامع الترمذی عندی انفع من کتابی البخاری ومسلم اور مفتاح کنز الدرایہ مین ہے قال ابو السعادات ابن الاثیر وکتابہ ھذا احسن الکتب واکثرھا فائدۃ واحسنہا ترتیبا واقلہا تکرارا

اور شاہ عبد العزیز صاحب بستان المحدثین مین فرماتے ہین واین جامع بہترین آن کتب است بلکہ بعض وجوہ وحیثیات از جمیع کتب حدیث خوب تر واقع شدہ اول از جہت ترتیب و عدم تکرار۔

ان عبارتون سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان علمار نے صحیح ترمذی کو صحیح بخاری و صحیح مسلم پر اسی وجہ سے تفضیل دیا ہے کہ اس کے فواید زیادہ ہین اور ترتیب اس کی احسن ہے اور تکرار اس مین کم ہے یہانتک کہ شیخ عبد اللہ انصاری نے صاف صاف کہدیا کہ صحیح ترمذی بہ نسبت بخاری و مسلم زیادہ نافع ہے۔ کیون ایڈیٹر صاحب تو کیا ان علما کو آپ کے بخاری کے تکرار کے فواید نہین معلوم تھے جو سب نے جامع ترمذی کو صحیح بخاری سے افضل بنایا اور اس عیب کو خاص طور سے ذکر کیا کہ بخاری مین تکرار زیادہ ہے اور ترتیب اس کی ناقص ہے کیونکہ الاشیاء تعرف باضدادہا۔

یہان ایک خط کا بھی تذکرہ مناسب ہے جو رسڑا ضلع بلیا سے ایک صاحب کا اہل حدیث سے آیا جنکا نام نہین لیا جاتا شاید اون کو ناگوار ہو اوس مین اونھون نے امام بخاری کے تکرار حدیث کو مشابہ کیا ہے تکرار آیات وقصص قرآن مجید سے۔ مگر افسوس یہ اونکی خوش اعتقادی ہے جو ف

ف اصل خط یہ ہے دو آپ کے پرچہ اصلاح کو اکثر مین دیکھا کرتا ہون ضمیمہ پرچہ مین تنقید بخاری شریف آپ تحریر فرمایا کرتے ہین میری نظر سے جہان تک یہ ضمیمہ گذرا آپ کے اعتراضات اکثر و بیشتر بخاری شریف پر ہوتے ہین کہ ایک حدیث کو چند مقامات پر لکھا ہے یہ تکرار بے جا ہے مگر آپ نے قرآن مجید ملاحظہ فرمایا یا نہین ایک سورہ رحمٰن مین فبای آلاء ربکما تکذبان اکتیس جگہ جناب باری نے ارشاد فرمایا ہے اگر جناب والا یہ جواب دین کہ تکرار تاکید مین جائز ہے تو تکرار تاکید مین بھی تین بار سے زیادہ ناجائز ہے۔ براہ مہربانی ذریعہ پرچہ اصلاح اس کا جواب تحریر فرمائین۔

الجواب اگرچہ اصل بحث تکرار کا جواب تو معلوم ہو چکا مگر افسوس کہ آپکو یہ اعتراض معلوم ہوا حالانکہ در اصل وہ اعتراض نہین ہے بلکہ شارحین اعلام نے بہ بوجہ حیا نزدہ لکھی جاتی ہے کہ یہ حدیث فلان فلان باب مین ہو چکی ہے

صحیح بخاری کو ہمسر قرآن بناتے ہین۔ حالانکہ خود تکرار آیات قرآنی کی یہ حالت ہے کہ خود مولوی شبلی صاحب لکھتے ہین " مثلاً مخالفین کا ایک یہ اعتراض تھا کہ قرآن مجید مین ایک ہی بات کو دس دس بیس بیس دفعہ بیان کیا ہے مفسرین اس کا یہ جواب دیتے ہین کہ اس سے قدرت کلام کا دکھانا مقصود ہے کیونکہ ایک ہی مطلب کو مختلف عبارتون اور مختلف پیرایون مین ادا کرنا بڑی انشا پردازی کا ثبوت ہے لیکن یہ جواب محض لغو ہے ایک مضمون کو مختلف طریقون مین ادا کرنا ابو الفضل و ظہوری کا مایہ ناز ہو سکتا ہے نہ خدائے ذو الجلال کا صفحہ ۱۱۶

پس جب یہ امر خود محل اعتراض ہے تو بخاری بیچاری کی یہ بے ترتیبی اور تکرار بیجا کس طرح نہ قابل اعتراض ہوگا حالانکہ سب جانتے ہین قرآن کی اصلی غرض اثبات اعجاز ہے کہ کوئی اوس کے مثل پر قادر نہین اسی وجہ سے نہ اوس مین باب ہے نہ فصل ہے بلکہ جس طرح خدا چاہتا ہے مطالب اعجاز یہ کو بیان کرتا ہے۔ اور یہان تو بخاری صاحب نے بغرض اختصار کتاب کو جمع کیا ہے اور اوس کے لیے ابواب و فصول مقرر کئے۔ پس اگر ان لوگون نے امام بخاری کو اپنا خدا مان لیا ہے تو جسطرح کلام خدا کو ہر الزام سے پاک جانتے ہین۔ اوسی طرح اوسکو بھی مانین ورنہ اگر ان کو آدمی اور محدث مانا ہے تو پھر اپنے محدثین کا کلام دیکھین جو ادن کے اس تکرار بیکار کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ یہ جملہ معترضہ تھا ورنہ ابھی کلام اڈیٹر صاحب بہت کچھ قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ پہلا فائدہ جو اونھون نے ابن حجر سے نقل کیا۔ اسمین کل محدثین شریک ہین سب

صاحب باب بھی حدیثون کے لئے ایسے بناتے ہین جو معمولی عقل سے خارج ہے جسپر امام سیوطی فرماتے ہین " لقد حیرت الافکار "

بہرحال چونکہ تکرار ایک ایسا امر مذموم ہے کہ زیادہ بتلانے کی ضرورت نہین لہذا تنقید بخاری کا وہ حصہ جس مین تعداد تکرار حدیث بتائی جاتی ہے اعتراض معلوم ہوتا ہے اور جو اصل اعتراض ہے جس سے صحیح بخاری ایک بیہودہ اخبار کے درجہ مین آگئی اوسپر کبھی توجہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اس مین بھی عذر نہین کہ اہل حدیث نے بخاری شریف کو ہر طرح سے ہمسر قرآن شریف بنایا یہان تک کہ شریف کا لفظ بھی اوسکے لئے لایا جاتا ہے اور ۳۰ پارہ بھی بنایا گیا مگر آپنے اسپر نہ خیال فرمایا کہ آیہ فبای آلاء ربکما تکذبان کی تکرار بھی ایک سورہ رحمٰن مین ہے نہ یہ کہ ہر آیہ اوسکا ہر ہر سورہ۔ ہر ہر پارہ مین دس دس بارہ بارہ مرتبہ مکرر لایا گیا ہو۔ اور جب خود تکرار قصص جو قرآن مجید مین ہزارہا مصلحتون پر مبنی ہے اہل سنت کے یہان محل اعتراض ہے تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ صحیح بخاری کی تکرار کیسی

چاہتے ہین اپنی حدیث کو غرابت سے نکالین پھر امام مسلم نے یا ترمذی نے کیون کل حدیثون کو ایک ہی باب مین باسانید معتبرہ و متعددہ والفاظ مختلفہ لکھ دیا جسپر اونکی مدح کیجاتی ہی اور بخاری کی مذمت پس اگر تکرار بخاری سے قند مکرر بنتا ہی تو حیف ہی اون علما پر جو صحیح مسلم و ترمذی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہین مگر کیا کرین کہ اون کو وہ عقل نہین ملی تھی جو بخاری صاحب کو ملی۔

دوسرے فائدہ مین جو عسقلانی صاحب سے آپ یون ناقل ہین " لہذا امام بخاری ہر حدیث کو جس طرح راویون نے بیان کیا لکھدیتے ہین تاکہ ناقل کیطرف کسی قسم کا شبہ نہ ہو" اس کے نسبت بہت کچھ تامل ہے کیونکہ محدث کا یہی فرض ہی اور ایسا ہی ہونا چاہیے مگر افسوس کہ امام بخاری صاحب نے یا تو اس کا بالکل لحاظ ہی نہ رکھا یا بہت کم رکھا چنانچہ تنقید بخاری کے صفحہ ۳۹ مین اپنے ابن حجر صاحب کا قول ملاحظہ کیا ہوگا " چونکہ مصنفون کی عادت ہی کہ کتاب کے خطبون مین وہ اپنے اصطلاحات و اختیارات و مذہب کو لکھتے ہین اور بخاری کی یہ رائے ہی کہ حدیث کا مختصر کرنا جائز ہے اور روایت بالمعنی کر سکتے ہین (یعنے الفاظ حدیث کو بدل دین) اور تدقیق استنباط مین (یعنے اپنے مطلب کے موافق حدیث کو قرار دینا) اور اغمض کو اجلے پر اختیار کرنا (یعنے ظاہر و مشہور کو ترک کر کے جو مطلب تاویل و تحریف نکل سکتے ہین اوسکو اختیار کرنا) اور ترجیح دینا اس سند کو جو اس صیغہ سے وارد ہے جس مین سماعت کی تصریح ہے دوسری سندون پر لہذا ان سب سندون اور ترکیبون کو اسی حدیث سے سند بہ بتہ بعینہ ظاہر کردیا "

پس جب یہی اون کا مذہب ہی پھر کیونکر آپ ایسا کہ سکتے ہین " کہ جسطرح راویون نے بیان کیا لکھدیتے ہین " کیونکہ یہ قاعدہ تو عام محدثین کا ہی نہ امام بخاری کا جن کا مذہب ہی سب سے جداگانہ ہی۔

دیکھئے آپ کے علامہ ذوالنسبین ابن دحیہ شرح اسماء النبی مین لکھتے ہین بد آنا بماد ح ٨

بدمزہ ہوگی جسمین نہ انشا پردازی کی تاویل ہوسکتی ہی نہ قادر کلامی کی حالانکہ جن لوگون کو حلاوت تلاوت سورہ رحمان ملی ہی اور کچھ بھی عربیت کا مذاق رکھتے ہین وہ جانتے ہین اس مین کیا لذت ہی اور کیسی بلاغت کا نشان شاعرو کی ترجیع اور بندیون کے دو مصے بھی آپ سنتے تو معلوم ہوتا کہ ایک مصرعہ پر سو طرح کی گرہ کیون لگائی جاتی ہی۔ ایڈیٹر

مسلم لانہ اوردہ بکمالہ وقطعہ البخاری واسقط منہ علی عادتہ کما تری وھو مما عیب علیہ فی تصنیفہ علی ما تری ولاسیما اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ یعنی ہمنے روایت صحیح مسلم کی اس وجہ سے ابتدا کی کہ اونھون نے پوری حدیث کو وارد کیا ہی اور قطع کر دیا ہی اوس کو بخاری نے اور نکال ڈالا ہی اس سے جیسا کہ اونکی عادت ہی اور یہ ان باتون سے ہی جس سے عیب کیا گیا ہی بخاری پر دربارہ ان کی تصنیف کے خاص کر اس بارے مین کہ وہ نکال ڈالتے ہین ذکر علی رضی اللہ عنہ کو بس جس کتاب کی یہ حالت ہو اور اوسکے مصنف کی یہ عادت کہ جہان سے جو چاہے نکال ڈالے اور جہان چاہے بدل دے پھر اوس کتاب پر کس کو اعتماد ہو سکتا ہی۔

بخاری صاحب کی یہ حالت بھی بالخصوص ایسی تھی کہ علامہ سیوطی وجوہ تفضیل صحیح مسلم مین ابو علی سے لکھتے ہین۔ بل لان مسلما صنف کتابہ فی بلدہ بحضور اصولہ فی حیاۃ کثیر من مشائخہ فکان یتحرز فی الالفاظ ویتحری فی السیاق بخلاف البخاری فربما کتب الحدیث من حفظہ ولم یمیز الحافظ رواتہ ولہذا ربما یعرض لہ الشک وقد صح عنہ انہ قال رب حدیث سمعتہ بالبصرۃ کتبتہ بالشام ص ۲۷

یعنی مسلم نے جو اپنی کتاب تصنیف کی تو بحضور اصول اوسکے حیات مین اپنے اکثر مشائخ کے لہذا وہ الفاظ اور سیاق حدیث مین بہت احتیاط کرتے تھے بخلاف بخاری کے کہ اونھون نے اکثر حدیث اپنے حفظ پر لکھی ہے

اسی وجہ سے اکثر اوقات اون کو شک عارض ہوتا ہی اور خود بخاری سے بطریق صحیح ثابت ہی کہ کہا اونھون نے اکثر حدیثون کو مین نے سنا تو بصرہ مین اور لکھا اوسکو جا کر ملک شام مین۔ مگر اس جملہ کی غلطی اس سے کھلتی ہے کہ حافظ ابن حجر لکھتے ہین وقال احمد بن ابی جعفر والی بخاری قال لی محمد بن اسماعیل یوما رب حدیث سمعتہ بالبصرۃ کتبتہ بالشام ورب حدیث سمعتہ بالشام کتبتہ بمصر فقلت لہ یا ابا عبد اللہ بتمامہ ص ۷۵

یعنی جب اونکی اس مفاخرت پر سوال کیا گیا کہ کیا بتمامہ تم نے لکھا تو سکوت کر گئے اور کچھہ جواب

نہ دیا۔ ممکن ہے بخاری صاحب نے اپنے عوام معتقدین کے خوش کرنے کو ایسا بیان کیا ہو۔ مگر اہل فہم سمجھ سکتے ہین کہ پھر ایسی کتاب پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے کیونکہ آج کی سنی ہوئی بات جب دو تین مہینہ کے بعد لکھی جاوے گی تو کیونکر وہ محفوظ رہ سکتی ہے خوش اعتقادی تو ایک دوسری چیز ہے جس کے مقابلہ مین سب چیزین ہیچ ہین مگر فطرت انسانی پر غور کرنا چاہیے کہ ایک ادنی سی بات مین جو گھنٹہ ہی دو گھنٹہ کے بعد ادا کی جاتی ہے کس طرح کا تغیر ہو جاتا ہے تو جو حدیث دس بیس مہینہ دو مہینہ کے بعد لکھی جائے گی کہان تک وہ محفوظ رہ سکتی ہے۔

اوسپر لطف یہ ہے کہ خود بخاری صاحب فرماتے ہین قال محمد بن حمدویہ سمعت البخاری یقول احفظ مائۃ الف حدیث صحیح واحفظ مائتین الف حدیث غیر صحیح وقال وراقہ سمعت البخاری یقول ما نمت البارحۃ حتی عددت کم ادخلت فی تصانیفی من الحدیث فاذا ھو نحو مائتین الف حدیث ص۵۷۵۔

یعنی بخاری صاحب کہتے تھے کہ ہمکو لاکھ حدیث صحیح یاد ہے اور دو لاکھ غیر صحیح اور کاوراق بیان کرتا ہے کہ بخاری کو سنا مین نے کہ وہ کہتے تھے کل کی رات مین اس وقت تک نہ سویا جب تک گن نہ لیا اون حدیثون کو جنہین مینے اپنی مصنفات مین داخل کیا ہے وہ دو لاکھ حدیث ہین۔

تو جب دو لاکھ حدیث غیر صحیح بھی اونکو یاد تھی تو کیا یہ ممکن نہین ہے کہ حافظہ اون کا غلطی کرے اور حدیث غیر صحیح کو بسند صحیح بیان کر جائین کیونکہ آخر مہینون کی بات سنی ہوئی ہے۔

اور جب اون کے خزانہ حافظہ مین ایک لاکھ صحیح دو لاکھ غیر صحیح حدیثین بھری تھین تو پھر اپنی مصنفات مین جو اونہون نے دو لاکھ حدیثین بھر دین تو ایک لاکھ اوس مین غیر صحیح ضرور ہو گی کیونکہ صحیح حدیث تو لاکھ ہی ہے۔

مگر یہ بھی عجب قدرت خدا ہے کہ جس جس وقت بخاری صاحب اپنے معتقدون کے روح خوش کرنے کو چٹکلے تماشیان لیتے تو اکثر اوقات کچھ ایسے لوگ بھی وہان موجود

ہو جاتے جو ان کا منہ بند ہی کر دیتے۔

چنانچہ خود ابن حجر اوسی وراق سے ناقل ہین قال ایضا قلت لہ تحفظ لہ جمیع ما ادخلت فی مصنفاتک فقال لا یخفی علی جمیع ما فیہا و صنفت جمیع کتبی ثلاث مرات ص ۵۰۵

یعنی اوس وراق سے پوچھا کہ کیا تم کو وہ سب حدیثین یاد ہین جو تم نے اپنی مصنفات مین جمع کی ہین تو کہا ہے سے کوی حدیث اون کی مخفی نہین ہے کیونکہ ہر کتاب کو مین نے تین مرتبہ تصنیف کیا ہے۔

دیکھئے یہان جواب مین کیسا کنائی کاٹ گئے کہ گرفت بھی نہ ہو سکے اور بات بھی نہ بگڑے۔ صاف صاف نہ کہ سکے کہ ہان وہ سب یاد ہہی کیونکہ ممکن تہا کوئی امتحان کے لئے کھڑا ہو جاتا۔

بہر حال چونکہ ایڈیٹر صاحب نے اسپر غور کیا کہ ابن حجر وغیرہ نے تکرار بیکار کا جواب کسی زمانہ مین لکھا تھا جبکہ حسن عقیدت کی پٹی انکھون پر بندھی تھی دنیا بچہ تھی بوڑھیا اون کے کہانی کی عادی تھی۔ اسوجہ سے اس قدر عرض کیا بقیہ وجوہ کا جواب اسی سے سمجھ لیں کہ اگر بخاری صاحب کی یہ تکرار کسی طرح قابل مدح ہوتی تو صحیح مسلم و صحیح ترمذی کو یہ درجہ نہ ملتا اور اگر ایسی ہی ضرورت تھی تو جسطرح مسلم نے ایک ہی باب مین کل حدیثون کو لکھ دیا یہ بھی لکھ دیتے۔

حالت و مقام تصنیف بخاری

اسی کے ساتھ یہ بھی سن لیجئے کہ صحیح بخاری کی تصنیف کس اہتمام سے ہوئی ابن حجر لکھتے ہین قال ابو الہیثم الکشمیہنی سمعت الفربری یقول سمعت محمد بن اسمعیل البخاری یقول ما وضعت فی کتاب الجامع الصحیح حدیثا الا اغتسلت قبل ذلک و صلیت رکعتین وعن البخاری قال صنفت الجامع من ستمائۃ الف حدیث فی ست عشرۃ سنۃ وجعلتہ حجۃ فیما بینی وبین اللہ وقال ابو سعید الادریسی انا سلیمان بن داود الہروی سمعت عبد اللہ بن محمد بن ہاشم یقول قال عمر بن محمد بن بجیر البجیری سمعت محمد بن اسمعیل یقول صنفت کتابی الجامع فی المسجد الحرام وما ادخلت فیہ حدیثا حتی استخرت اللہ و صلیت رکعتین و تیقنت صحتہ مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۰۰

سنا مین نے بخاری کو کہ وہ کہتے تھے مین نے اپنی کتاب کو تصنیف کیا مسجد الحرام مین اور نہین داخل کیا اوسمین کسی حدیث کو جبتک کہ استخارہ نہ کیا خدا سے اور دو رکعت نماز نہ پڑھی

اور اوس کے صحت کا یقین حاصل کیا مگر یہ معلوم ہوا کہ یہ استخارہ اور یہ نماز اصل حدیث سے متعلق تھا یا اوس کے عدد یا تقطیعات سے اور پھر حدیث مسند سے متعلق ہو یا تعلیقات و متابعات سے بھی۔

دوسری روایت یہ ہو وقد روی ابن عدی عن جماعة من المشائخ ان البخاری حول تراجم جامعه بین قبر النبی و منبره وکان یصلی لکل ترجمة رکعتین صـ۵
یعنی بخاری نے اپنی کتاب کے ترجمون کو لکھا درمیان قبر نبی اور منبر کے اور ہر ترجمہ کیلئے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

یہ دونوں بیان بھی بخاری صاحب کا ہو جو اپنے معتقدون کو خوش کر رہے ہین مگر مسجد دارونپر کیا گذرتی ہے اس کا انداز اس سے بخوبی ہو سکتا ہو۔ کہ حافظ ابن حجر صاحب لکھتے ہین قلت الجمع بین هذا و بین ما تقدم من انه کان یصنفه فی البلاد انه ابتدء تصنیفه و ترتیب ابوابه فی المسجد الحرام ثم کان یخرج الاحادیث بعد ذلک فی بلده و غیرها و یدل علیه قوله انه اقام فیه ست عشرة سنه فانه لم یجاور بمکه هذه المدة یعنی ان دونو روایتون کے اختلاف کو یون دفع کرسکتے ہین کہ تصنیف کتاب کی ابتدا اور اوسکے ابواب کی ترتیب تو مسجد الحرام مین شروع کی پھر اپنے بلد یا اور شہرون مین جا کر احادیث کی تخریج کی جیسے اون کا یہ قول بھی دلالت کرتا ہو کہ مین سولہ برس تک رہا حالانکہ اس مدت تک کبھی نہ رہے۔

دیکھیے کہان تو وہ بیان تھا کہ خاص مسجد الحرام مین مین نے اس کو تصنیف کیا اور وہ بھی اس اہتمام کے ساتھ کہ ہر حدیث کے لئے استخارہ کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اب رفع تناقص کے لئے اوسکا یہ مطلب بنایا کہ ابتدا وہان کی اور احادیث تمام ملک مین گھوم گھوم کر لکھی جو کسیطرح پہلی روایت سے ربط ہی نہین کھاتا

جب اس حدیث ابن عدی پر گرفت ہوی کہ اوس حدیث کے بالکل خلاف ہو تو یہ بات بنایا قلت ولا ینافی هذا ایضا ما تقدم لانه یحمل علی انه فی الاول کتبه فی المسودة و هذا حوله من المسودة الی المبیضه یعنی یہ بیان بھی کچھ خلاف نہین کیونکہ مسودہ لکھا تھا مکہ مین اور صاف

کیا مدینہ مین۔ مگر جب اصل عبارت پہ غور کرو تو کچھ نہین بنتا کیونکہ مکہ والی روایت مین تو صنفت کتابی ہے اور مدینہ والی روایت مین حول تراجم جامعہ ہے جو دونون تاویلون کو خاک مین ملانے والی ہے۔ کیونکہ ان مین اس قدر تناقض ہے جس کی حد نہین۔

اولاً بخاری صاحب مدعی ہین اپنی کتاب تصنیف کی مسجد الحرام مین حالانکہ خود بیان کرتے ہین ہم کوفہ بصرہ و مدینہ مین تصنیف کرتے تھے

ثانیاً یہ دعوی کیا کہ سولہ برس مکہ مین مقیم رہے جو بقول ابن حجر و خود بخاری غلط ہے۔

ثالثاً یہ دعوی کیا کہ مسجد الحرام مین تصنیف کیا جو صریح اسکے متناقض ہے کہ کہتے ہین ہم نے اوسکے تراجم کو مرتب کیا درمیان قبر نبی ص اور منبر کے۔

رابعاً دعوی کیا کہ ہر ہر حدیث کو مسجد الحرام مین لکھا دو دو رکعت نماز اور غسل کے بعد حالانکہ ابن حجر لکھتے ہین کہ اونھون نے تصنیف کی ابتدا البتہ مسجد الحرام مین کی ورنہ حدیثین تو اور اور شہرون مین لکھتے پھرتے تھے۔ پھر ہر حدیث کیلیے دو رکعت نماز اور استخارہ کیونکر مسجد الحرام مین ہوا۔

خامساً یہ دعوی کیا کہ ہر ترجمہ انھون نے درمیان قبر نبی اور منبر لکھا جسکی تاویل ابن حجر نے یہ کی کہ پہلے مسودہ لکھا تھا پھر صاف کیا گیا۔

سادساً یہ دعوی کیا کہ ہر ہر حدیث پر غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور استخارہ کرتے تب داخل صحیح کرتے۔

سابعاً یہ دعوی کیا کہ ہر ہر ترجمہ پر دو رکعت نماز پڑھتے جو دعوی قبل کے خلاف ہے۔

ثامناً یہ دعوی کیا کہ ہر حدیث پر وہ استخارہ بھی کرتے مگر افسوس کہ معاذ اللہ خدا کو بھی دہوکہا ہو جاتا جو وضعی حدیثون پر حکم دیدیتا۔

تاسعاً یہ دعوی کیا کہ جب تک کسی حدیث کے صحت کا یقین نہ ہوا اوسکو داخل صحیح نہ کیا تو کیا بخاری صاحب کو معلقات و اعتبارات کی صحت کا بھی یقین حاصل تھا۔

عاشراً اس کے ساتھ امام بخاری کے اس قول کو بھی ملاحظہ و صنفت جمیع کتبی ثلث مرات قال و بلغنی انہ شرب البلاذر فقلت لہ مرۃ فی خلوۃ ہل من دواء یحفظ فقال لا اعلم ثم اقبل علی فقال لا اعلم شیئا انفع للحفظ من نہمۃ الرجل و مداومۃ النظر

وقال اقمت بالمدینة بعد ان حججت سنة جرداالکتب الحدیث فاقمت بالبصرة خمس سنین مع کتبی اصنف واحج وارجع من مکة الی البصرة ص۵۷۵۔

جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ بخاری نے اپنے کل مصنفات کو تین تین مرتبہ تصنیف کیا (تو ہر حدیث پر ۱۸ رکعت نماز خرچ ہوئی) اور ایک سال تک مدینہ مین حدیث لکھتے رہے اور بصرہ مین پانچ برس تک رہے کتابین بھی ساتھ تھین وہین تصنیف کرتے اور حج کے لئے مکہ جاتے پھر بصرہ چلے آتے۔ پھر فرمائیے کون سا جملہ اون کا صحیح ہے اور کون غلط۔

اب ہے کوئی اہل حدیث سے جو اپنے امام بخاری کے ان اقوال مختلفہ وحکایات متناقضہ کے جمع وتالیف سے اونکی روح خوش کرے کیونکہ ابھی تک تو وہی مثل مشہور یاد پڑ رہی ہے "جہان دیدہ بسیار گوید دروغ" (اور دروغ گو را حافظہ نباشد) کیونکہ جہان یہ باتین خلاف فطرت انسانی ہین وہان اسقدر یہ مختلف ہین کہ کسیطرح اونمین ارتباط نہین ہوسکتا۔ اب جو لوگ کہ بخاری صاحب کو رسول اللہ سے افضل جانتے ہون وہ تو ان اقوال پر ایمان لائین گے۔ اور جو لوگ خاتم المرسلین پر ایمان لاچکے ہین وہ اس کی تکذیب کرین گے اور بخاری صاحب کی طباعی وذہانت کی داد دین گے کیونکہ تنقید بخاری صفحہ ۶۲ مین وہ حدیث اسی بخاری کی آپ دیکھ چکے ہین کہ جب حضرت پر نزول وحی ہوتا تھا تو اس خوف سے کہ بھول نہ جائین آنحضرت بھی جبریل امین کے ساتھ ایک ایک لفظ دوہراتے جاتے تھے جبپر قرآن نازل ہوا لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علینا جمعه وقرانه اور بخاری صاحب کو یہ گھمنڈ ہے کہ حدیث تو سنی بصرہ مین اور لکھا جا کر شام مین سنا شام مین لکھا آکر مصر مین۔ بھلا اس سفید جھوٹ کا کہین ٹھکانا ہے۔ اسی واسطے خدا نے خود فضیحت کردیا کہ ایسے ایسے بے سروپا دعوے کئے جس سے کذب وافترا اون کا ظاہر ہے کیونکہ ایک دفعہ تو یہ کہا کہ ہر حدیث کے لئے ہم غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تب صحیح بخاری مین اوسکو داخل کرتے۔

اب جو لوگ دیدہ انصاف رکھتے ہون وہ دیکھین کہ بخاری صاحب نے اپنے حالات او اپنی کتاب کے ریویو مین کس قدر مبالغہ سے کام کیا ہے جسکی کوئی انتہا ہی نہین معلوم ہوتی

اور اسی وجہ سے اس قدر اختلاف ہی ورنہ جو لوگ تنقید بخاری حصہ اول دیکھ چکے ہین اونکو بخوبی معلوم ہے کہ کمائین خان خانان اور ٹائین میان فہیم کا مضمون ہی - علی بن مدینی کی کتاب بخاری صاحب نے دو سو اشرفی دیکر اون کے فرزند سے حاصل کی جسکے صدمہ سے علی بن مدینی نے جان دی اور یہ صاحب صحیح بخاری مشہور ہوئے مگر چونکہ محسن کشی کر کے لیا تھا اور خود علم سے کورے تھے لہذا اس کتاب کو مرتب نہ کر سکے اور ایسی بے ترکیبی سے اسکی تالیف ہوی کہ ایک دنیا اس سے متنفر ہو گئی -

بہر حال اصل کلام متعلق تھا تکرار احادیث صحیح بخاری سے کہ ایک ایک حدیث کو مکرر مختلف ابواب مین لائے جس نے افکار کو متحیر کر دیا اب اوسکی حالت اس تکرار کی بدولت سنئے کہ تعداد حدیث مین اس قدر اختلاف ہی جس کی انتہا نہین مولوی عبدالحی صاحب ظفر الامانی مین لکھتے ہین کہا ابن الصلاح نے عدد صحیح بخاری سات ہزار دو سو پچہتر ہے مع احادیث مکررہ - نووی نے بھی اسکی متابعت کی ہے اور ابن حجر نے خاص ایک باب ہی لکھا ہی جس کا حاصل یہ ہے کہ جمیع احادیث کی تعداد سوائے معلقات و متابعات ۷ ہزار ۳ سو ۹۷ حدیث ہی اور خالص بلا تکرار ۲۶۰۰ - دو حدیث ہی اور اگر متون معلقہ مرفوعہ کو اس مین ملائین جس کی تعداد ۱۵۹ ہی تو مجموعہ خالص ۲۷۶۱ حدیثین ہین اور جملہ تعالیق اوس کے ۱۳۴۱ حدیث ہی اور اکثر اوس کا مکرر ہے اور جو متون کہ نہین خارج ہوی کتاب سے ولو بطریق آخر وہ ۱۶۰ حدیث ہی اور جملہ اوس کا جو اوس مین ہی متابعات سے اور تنبیہ سے اختلاف روایات پر (۳۴۴) پس جملہ اوس کا مع مکررات ۹۰۸۲ حدیث ہی خارج موقوفات علی الصحابہ سے اور مقطوعات علی التابعین سے اور عدد حدیث ۱۶۰ ہی اور عدد ابواب ۳۴۵۰ مع اختلاف قلیل صفحہ ۵۸

اس اختلاف سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ صحیح بخاری کی احادیث مین ایسا تکرار واقع ہوا ہی کہ عدد احادیث مین اختلاف شدید ہو گیا بخلاف صحیح مسلم کے وہ بروایت مسلم ان کتابہ اربع آلاف حدیث دون المکررات وبالمکررات سبعۃ آلاف وماتان وخمسہ وسبعون حدیثا ظفر الامانی صفحہ ۵۹ - خود مسلم سے روایت ہی کہ اونکی کتاب مین چار ہزار حدیث

بلا تکرار ہی اور بتکرار ۷ ہزار ۲ سَو چھپتر۔

بخاری مین بلا تکرار ۲۶۰۲ حدیث ہی اور مسلم مین ۴ ہزار تو مسلم نے چودہ سَو حدیثین زاید دین اور پھر اس خوش اسلوبی سے کہ سب ایک جگہہ۔

یہان یہ بھی قابل غور ہی کہ امام بخاری صاحب یون تو ہر جگہہ بہت کچھ لن ترانی ہانک رہے ہین کہ ہمکو اتنی حدیث یاد ہی اوتنا ہمارے خزانہ مین موجود ہی مگر ایسا کوئی قول اونکا نہین معلوم ہوتا جس مین اونھون نے اپنی کتاب کی حدیثون کی تعداد بتائی ہو بخلاف مسلم کے جنھون نے چونکہ سمجھ بوجھ کر اور اپنی محنت سے جمع کیا تھا اس لئے اون کو معلوم تہا کتنی حدیثین لکھی ہین۔

مسلمانو! غور کرو تمسے امام بخاری کیسا معاملہ کر رہے ہین کہ تم کو یہ دھوکھا دیا جاتا ہے کہ اس کتاب سے نو ہزار حدیثین ملینگی حالانکہ دو ہزار چھہ سَو دیتے ہین اس سے بڑھ کر قلب معاملہ کیا ہو سکتا ہی۔ بخاری صاحب کہتی ہین کہ اگر کوئی ٹوک دے تو صرف نماز مین دس ہزار حدیث سنا کر لوٹھون اور جب کتاب لکھنے بیٹھے تو پوری تین ہزار بھی نہ لکھ سکے۔

بہر حال تکرار بیکار بخاری کے لئے جو فوائد تراشے گئے تھے اونکی حالت تو ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگئی کہ اس عیب نے صحیح بخاری کو ایسا نکما کر دیا کہ مولوی عبد الحی صاحب ناقل ہین قد رأیت کثیرا من المغاربة ممن صنف في الاحکام بحذف الاسانید کعبد الحق في احکامه و جمیعهم یعتمدون علی کتاب مسلم في نقل المتون وسیاقها دون البخاري بوجودها عند مسلم تامه وتقطیع البخاري لها۔ صفحہ ۶۲

یعنے علمائے مغرب عام طور سے اعتماد کرتے ہین صحیح مسلم پر نقل متن مین نہ بخاری پر کیونکہ مسلم مین حدیث پوری ملتی ہے بخلاف بخاری کے جو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہین۔

اب ہم ایڈیٹر صاحب کی بقیہ عبارت کیطرف متوجہ ہوتے ہین کہ وہ اپنے نمبر ۲۳ مین فوائد تکرار بخاری لکھنے کے بعد تنقید بخاری کیطرف متوجہ ہوکے لکھتے ہین "پھر اصلاح کے اڈیٹر صاحب نے صحیح بخاری کی پانچوین حدیث لکھی ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے سب سے پہلے تو اس حدیث کے الفاظ اور اس کی ترتیب عبارت پر اعتراض کیا ہی اول تو یہ اعتراض کسیطرح قابل تسلیم نہین کیونکہ الفاظ حدیث اہل زبان کے ہین دوسرے کوئی شخص اس حدیث کو دیکھکر ان اعتراضات کو

پانچوین حدیث

قابل قبول نہ سمجھیگا اور قطع نظر اس سے اس مین امام بخاری پر کیا اعتراض ہے جو الفاظ اونھون نے راوی سے سنے وہ درج کئے راوی کے الفاظ مین اصلاح دینا ان کا کام نہ تھا بلکہ ان کی امانت و دیانت کے خلاف تھا۔

۲ قول افسوس کہ تحریر جواب مین نہ امانت کا خیال ہے نہ دیانت کا کیون صاحب ایڈیٹر اصلاح یا ناقد علام نے کہان الفاظ و ترتیب عبارت پر اعتراض کیا ہے للہ بتا تو دیجئے کیونکہ یہ کل اعتراض تو شارحین نے لکھے ہین۔

ناظرین با انصاف! تنقید بخاری حصہ اول کا صفحہ ۶۲ تو ملاحظہ فرمائے جہان سے یہ حدیث شروع ہے پھر دیکھئے کہ بجز عینی و ابن حجر اور بھی کسی کا قول ہے۔

ایڈیٹر صاحب آپکا قول اس وجہ سے قابل التفات نہین کہ خود تنقید بخاری مین لکھ دیا گیا ہے کہ اس حدیث کو بخاری صاحب نے جو کتاب التفسیر مین لکھا ہے وہ ان سب اعتراضون سے معرا ہے پھر کیون نہ مقدمہ کتاب مین اونھون نے اس طریق سے لکھا۔ کیونکہ آخر وہ حدیث بھی تو اہل زبان ہی کی تھی۔

دوسرے اگر یہ اعتراضات قابل تسلیم نہین تو علامہ عسقلانی و عینی کو نصیحت فرمائے کہ کیون اونھون نے ایسے اعتراضات ناقابل قبول لکھکر ناحق حجم کتاب بڑھایا۔

تیسرے بخاری پر تو یہی اعتراض ہے کہ جو حدیث پاک و صاف تھی اوسکو تو کتاب التفسیر مین لکھا اور جس پر علمائے اہل سنت کو اعتراض ہے اوس کو مقدمہ کتاب مین لکھا اس سے بڑھکر کیا قابل اعتراض کام ہو سکتا ہے۔

چوتھے یہ تو ہر شخص کو معلوم ہے کہ امام بخاری ہرگز اسکے پابند نہ تھے کہ وہ جن الفاظ سے حدیث کو سنتے اونھین الفاظ سے روایت کرتے بلکہ نقل بالمعنی ان کے نزدیک نہایت ضروری تھا جیسا کہ مکرر مذکور ہوا۔

پانچوین بفرض محال اگر ایسا بھی ہو تو پھر دونون قسم کی روایت تو اونکی موجود ہی مقدمہ مین اوس حدیث کو کیون نہ لکھا جو قابل اعتراض نہ تھی۔

چھٹے الحمد للہ کہ ایڈیٹر صاحب اس کو قبول کرتے ہین کہ الفاظ حدیث مین اصلاح دینا

انا للہ وانا الیہ راجعون

عماد العلما جناب میر آغا صاحب طاب ثراہ

اس نام نامی سے ہندوستان کا کونسا شخص ناواقف ہوگا بلکہ غیر ملک والون کو اگر ہندوستان سے واقفیت ہے اور جانتے ہین کہ قوم شیعہ یہان آباد ہے تو اوس مقدس نام سے ضرور واقف ہون گے کیونکہ مجتہد جامع الشرائط عالم کامل کے القاب اس وجود مقدس سے اسطرح متعلق تھے کہ انفکاک اوسکا محال نظر آتا ہے۔

دو کروڑ شیعون کا یہی ایک مجتہد اور راہبر تھا کہ ہر شخص انکی تقلید پر فخر و مباہات کرتا اور گھر بیٹھے احکام شرعیہ معلوم ہو جاتے کیونکہ ممکن ہی نہ تھا کسی کا خط اور استفتا آئے اور آپ جواب تحریر فرمائین۔

جناب عماد العلما اعلی اللہ مقامہ اون مقدس علما سے تھے جنہون نے اپنی زندگی قوم کے لئے وقف کر دی تھی اور قوم کی خدمت مین راہی جنت ہوئے مگر قوم نے اونکی مطلق قدر نہ کی کیونکہ جس ضیق اور عسرت مین وہ مرحوم بسر کرتے بیان نہین ہو سکتا حالانکہ دوسرے حضرات اسی علم کے نام سے اس قدر دنیاوی آسایش مین بسر کر رہے ہین کہ بڑے بڑے مالدار رئیسون کو میسر نہین مگر عماد العلما نے اپنے اجداد طاہرین کی تاسی مین مطلق اسکی فکر نہ کی اور اسی حالت پر صابر و قانع ہے۔

لکھنو کے آب و ہوا کا ایک خاص اثر یہ ہے کہ ہر فرقہ کی خاص حالت اور ہیئت بنا دیتا ہے جسکو وضع کہتے ہین اسکے بعد اگر کوئی شخص اوس معین وضع سے کسی قدر باہر قدم نکالتا ہے تو پھر وہ مقبول الطبائع نہین رہتا مگر سرکار حجۃ الاسلام عماد العلما طاب ثراہ نے نہ کبھی اسکی پابندی کی نہ پرواہ محض سادگی اور بے تکلفی سے خدمت شرع انجام دیتے رہے اور اسکا مطلق نہ خیال کیا کہ عوام خوش ہون گے یا ناراض۔ جو وقت جس کام کے لئے مقرر تھا کیا مجال کہ اوس مین فرق آجائے۔ امور شرع مین مداہنہ جانتے ہی نہ تھے۔ بیجا خاطر داری فضول رسم وراہ۔ بے وجہ لطف و مدارا سے ہمیشہ اونکو نفرت تھی۔

افسوس ہزار افسوس کہ لکھنو کے خاندان اجتہاد کا یہ چشم و چراغ بلکہ ہدایت و ارشاد کا آفتاب تابان ۱۱ ماہ رمضان کو روز پنجشنبہ مومنین کی آنکھون سے ایسا پوشیدہ ہوا کہ پھر کسی طرح اوس کے دیدار کی امید نہین ۱۱ بجے شب کو پہلوے جناب غفران مآب اعلی اللہ مقامہ مین دفن ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند عالم اونکی اولاد و اعقاب کو اور جملہ مومنین کو اس مصیبت عظمی اور حادثہ کبری مین صبر جمیل و اجر جزیل کرامت فرمائے کہ واقعا نہایت ہی جانکاہ حادثہ ہے اور اب کوئی ایسا اس خاندان مین نہین رہا جو قائم مقام ہو سکے۔

افسوس ہزار افسوس حجۃ الاسلام عماد العلما جناب میر آغا صاحب طاب ثراہ تنہا نہین قبر مین دفن کر دیئے گئے بلکہ ہندکے مومنون کی ہزارون تمنائین اور آرزوئین آپ کے ساتھ دفن ہو گئین بلکہ کروڑون بندگان خدا کے لئے ہدایت و

ارشاد کی راہ بند ہو گئی کیونکہ خاندان اجتہاد کا اسی وجود مقدس پر خاتمہ ہوا۔ علم فقہ۔ تقدس۔ احتیاط۔ تدین زہد۔ ورع۔ سب آپ کے ساتھ خاک میں ملگیا۔

افسوس کہ ابتک اس خاندان والا شان میں کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جس سے اسکی امید ہو کہ اس منصب عظیم الشان اجتہاد کو جو تالی مرتبت امامت ہی سنبھالے اور نباہ سکے۔ قوم کے ہدایت وارشاد اور خلق اللہ کی حاجتروائی میں اپنے اوقات عزیز کو برباد کرے اور شب و روز مطالعۂ کتب و استنباط مسائل میں اپنی عمر صرف کرے کیونکہ جناب مولوی سید علی اکبر صاحب بسبب ضعف پیری بوجہ اپنی پیرانہ سالی کوئی کام نہیں کر سکتے اور جناب مولوی علی صاحب کو اپنے ریاست کے تعلقات اور مجالس عزا کی ذاکری سے فرصت نہیں۔ جناب مولوی آقا حسن صاحب سکریٹری انجمن امامیہ کا فرنس امامیہ صدر الصدور (جنہونے اقامت جمعہ وغیرہ بہت جناب مرحوم حسب اصرار اہل خاندان قبول فرمایا ہے) کو انجمن کے کاروبار سے کہاں اتنی فرصت جو کچھ دنوں جاکر عراق میں مشغول تحصیل علم ہوں۔ پھر اس خاندان میں کون رہا جس سے اسکی امید کی جائے۔

بیشک مسئلہ اجتہاد و تقلید نہایت اہم مسائل ہے جسپر تمامی اعمال کی صحت کا مدار ہے۔ مجتہدین کیلئے تو یہ حکم ہے المفتی علی شفیر جہنم اور مفتی جہنم کے کنارہ پر ہے اور ذرا بھی غلطی ہوئی اور جہنم میں گیا۔ ہر شخص کیونکر اس کی جرأت کر سکتا ہے۔ مقلدین کے لئے یہ حکم ہے کہ الاعلم فالاعلم کی تقلید کریں پھر ہر شخص کی تقلید کیونکر ہو سکتی ہے لہذا محض جبتہ للہ اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ اکثر علما کا میلان جناب آقا سید کاظم صاحب طباطبائی مجتہد نجف اشرف کی اعلمیت کیطرف ہے اور دیگر حضرات جناب آقا صدر سلمہ العالی مجتہد کربلا معلی کیطرف ہے۔ ان دونو مجتہدوں کے تحشیہ سے جامع عباسی اور ذخیرۃ المعاد چھپ چکی ہے جس سے آپ حضرات تقلید کر سکتے ہیں اور جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب یا جناب مولانا السید محمد باقر صاحب لا دام الله وجودہما الشریف سے دریافت کر سکتے ہیں۔ انشاء الله دفتر اصلاح الشمس بھی آپ حضرات کی اس مادہ میں امداد کو حاضر ہے مگر صرف حقیقت حال کے عرض کرنے کے لئے ذکر مسائل پر دستخط کرنے کو لہذا الله کوئی صاحب فقہی مسئلہ روانہ فرمائیں بلکہ اجتہاد و تقلید کے متعلق جو کچھ دریافت فرمائیں گے بقدر علم اپنے ضرور عرض کروں گا۔

مومنین پر لازم ہے کہ بغرض ترویح روح مقدس حجۃ الاسلام عماد العلما جناب میر آغا صاحب طاب ثراہ ہر جگہ مجالس عزا اور قرآن خوانی قایم کریں کہ بہت بڑا حق آپ حضرات پر روس مرحوم کا ہے۔ دفتر الشمس میں بھی جناب والد علام فخر الحکما و الفضلا نے ۱۲ ر رمضان کو بتقریب فاتحہ خوانی مجلس عزا قایم کی۔ تمامی مومنین شریک ہوئے اور نہایت جوش سے ہر شخص نے جناب مرحوم کے نام ختم قرآن کا ثواب ایصال کیا۔

رحمہ الله و اعلی الله مقامہ وزاد فی الخلد اکرامہ

ہزار در خواستیں قبول کیجائینگی اسلئے جو صاحب خریدار ہوا است نہ بھیجیں گے حکم ہیچ اس رعایت سے فائدہ نہ اوٹھا سکیں گے۔

معذرت

بعد شائع کرنے اصلاح نمبر ۱ بابتہ ماہ شوال المکرم کے ناچیز ایڈیٹر بمعیت جناب ظہیر الاسلام محسن الشیعہ فخر الحکما دام ظلہ (کہ بقصد حج بیت اللہ بتاریخ ۱۱ شوال وطن سے روانہ ہوئے) لکھنؤ تک چلا گیا تھا۔ چونکہ قبلہ و کعبہ نے وہان ۲ دن تک قیام فرمایا جس سے اس حقیر کو بھی ہمراہ اور بعد روانگی جناب ممدوح کے بھی چند دنوں تک وہان بضرورت قیام رہا اور وطن آخر شوال میں آیا اسوجہ سے الشمس بابت ماہ شوال وقت پر نہ شائع ہو سکا کیونکہ بہت دیر ہو گئی تھی اسلئے الشمس بابت ماہ شوال الشمس بابت ماہ ذی قعدہ کے ہمراہ شائع کیا جاتا ہے امید ہے کہ اسکے مضامین تاخیر کی شکایت کو رفع کر دیں گے۔

خوشی کی بات ہے کہ الشمس کے طالع ہونے سے گمنام لکھنوی کے مضامین بہت پھیکے نکلنے لگے اور ترکی اوسکی تمام ہو گئی رسالہ ختم ہو گیا لیکن امید ہے سال آئندہ کے مضامین سے اسکی رہی سہی قوت بھی زائل ہو جائے اور الشمس کے طالع ہونے سے اوسکا وہی نتیجہ ہو جو مشہور و معروف رسالہ ہاتف غیبی کے شائع ہونے سے نصیحۃ الشیعہ کا ہوا تھا اپنے معزز ناظرین سے امید ہے کہ وہ اپنی پوری قوت و توجہ اس پرچہ کی اشاعت میں صرف کریں گے۔

جن حضرات نے اس سال کا چندہ ابھی نہیں مرحمت فرمایا ہے اون سے کامل امید ہے کہ یہ پرچہ پہنچتے ہی جلد مرحمت فرما کر شکر گذاری کا موقع دیں گے والسلام آپکا خادم ایڈیٹر

شکریہ معاونین الشمس

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ ان دو ماہ میں معاونین الشمس نے اشاعت میں بہت کم توجہ کی۔ رمضان کے پرچہ میں ۷۹ حضرات کے اسم گرامی درج تھے اس دفعہ کم سے کم پچاس حضرات کے نام ہونے چاہئے تھے خیر ہمکو مایوس نہ ہونا چاہئے اور امید رکھنا چاہئے کہ بقیہ دو ماہ سال حال میں معاونین الشمس اپنی کوشش سے بہت کچھ اشاعت اسکی کر دینگے۔ جن حضرات نے اشاعت میں کوشش کیا اون کے نام نامی حسب ذیل ہیں۔

۸۰	جناب سید علی عباد صاحب منڈلے	۱
۸۲	جناب مولوی سید احمد حسین صاحب از ڈیبائی	۲
۸۴	جناب مستطاب آغا محمد محسن صاحب شیرازی رنگون	۳
۹۰	جناب منشی باقر حسین صاحب نہٹور	۱
۹۱	جناب سید محب حسین صاحب سکندر پور	۱
۹۳	جناب سید محمد شفیع صاحب نائب تحصیلدار	۱
۹۵	جناب مولوی محمد صادق صاحب مالک مطبع بمبئی	۱
۹۶	جناب سید نواب علی صاحب مراداباد	۱